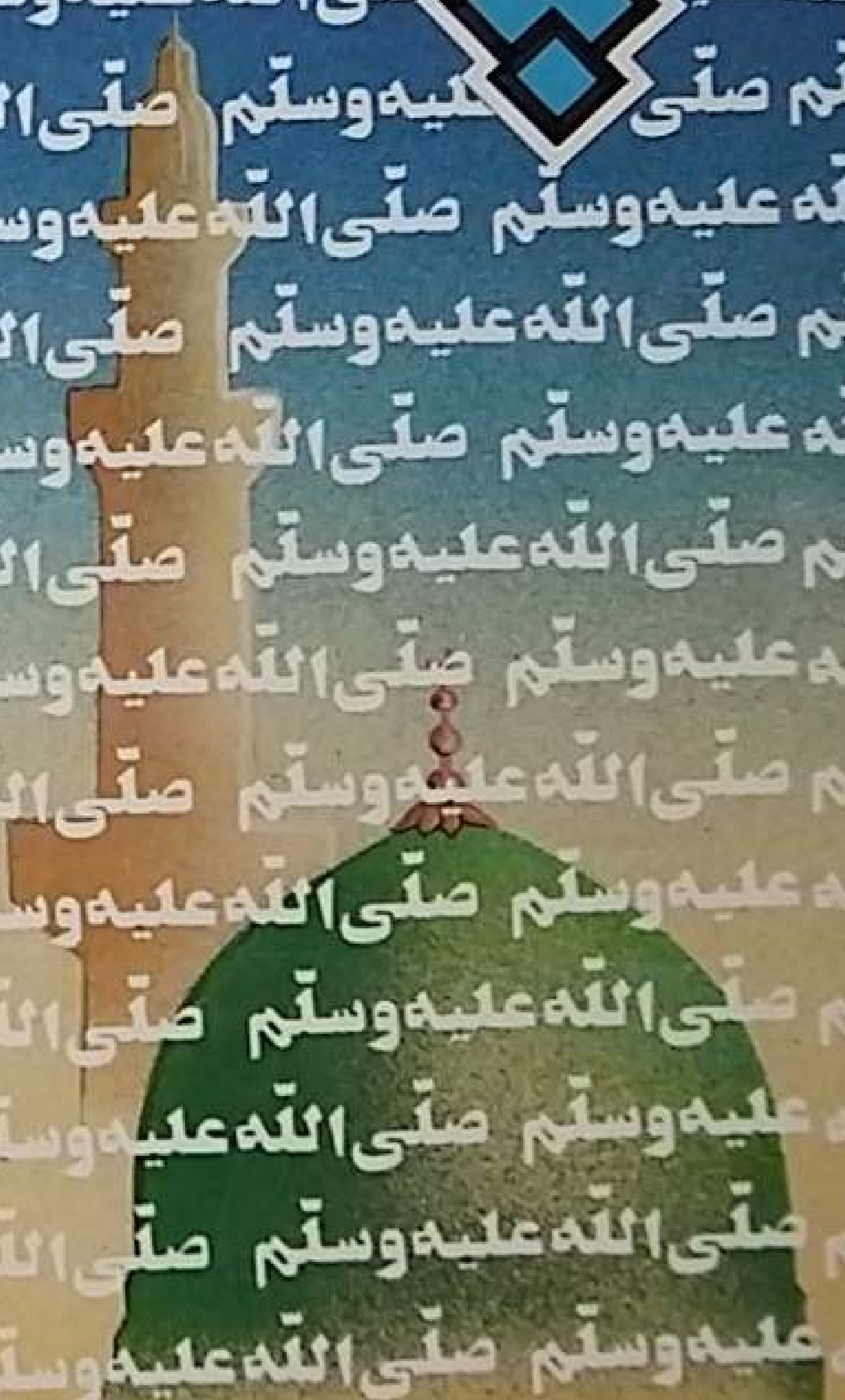
آپ
صلی اللہ علیہ وسلم



حنیف اسعدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم

حنیف اسعدی

کتاب ـــــ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف ـــــ حنیف اسعدی۔
اہتمام ـــــ صبیح رحمانی
خوشنویس ـــــ مجیب الرحمن
ترتیب و تدوین ـــــ غوث میاں
اشاعتِ اوّل ـــــ جنوری ١٩٩٦ء
قیمت ـــــ ١٠٠ روپے
تعداد ـــــ ایک ہزار

ـــــ ناشر ـــــ
اقلیمِ نعت
ای ٣٥ ٹی این ٹی فلیٹ فیز ٥ شادمان ٹاؤن نمبر ٢ کراچی

مُصنّف کا پتہ
٥-اے-٦-١٩ ناظم آباد کراچی ١٨- فون: ٦٦١٣٢٠٠

حضوری

نعت گوئی کا سلیقہ

حنیف اسعدی ان شاعروں میں ہیں جن کا کلام اُن کے نام کو معتبر بناتا ہے اور پڑھنے والے کے ذوق کی تربیت اور تصدیق بن جاتا ہے وہ کہنہ مشق شاعر ہیں ہر صنف میں انہوں نے کہا ہے اس میں لطف ہے، حسن ہے، اور معنویت ہے، نفاستِ خیال اور وجد و حال کی کیفیات ان کے پورے کلام میں پائی جاتی ہیں ان کی نعتوں میں بھی وہی کیفیت موجود ہے جو ان کے کلام میں مجموعی طور پر پائی جاتی ہے لیکن یہاں وجد کی کیفیت مروت اور محبت میں بدل گئی ہے ہر لفظ میں محبت اور ہر مصرعے میں عقیدت کے پھول کھلتے ہیں نعت گوئی ہماری شعری روایات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ شاید ہی اُردو کا کوئی معتبر شاعر ہو جس نے نعت گوئی سے اپنے کلام کو روشن نہ کیا ہو مگر نعت گوئی کوئی آسان چیز نہیں اس میں ہر لفظ کو کمال احتیاط سے برتنا اور آنکھوں سے مصرعوں کو چننا پڑتا ہے۔

حنیف اسعدی نے نعت گوئی کو نہ صرف بطورِ صنف بلکہ اپنی شعری شخصیت کے بنیادی تقاضے کے طور پر اختیار کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں والہانہ محبت کے ساتھ اظہارِ محبت کا سلیقہ بھی ہے وہ محبت کی بے خبری کے باوجود احترامِ حبیب سے باخبر ہیں تہذیبِ نفس نے ان کو نعت گو شعراء میں ممتاز بنا دیا ہے۔ انہوں نے نعت کے ذریعے سے اپنے کو پہچانا ہے یہی ایک وسیلہ ہے جس نے حنیف اسعدی کو حنیف اسعدی تک پہنچایا ہے کس لطف اور جذب کے عالم میں کہتے ہیں

گماں تھے ایسے کہ آثار تک یقیں کے نہ تھے
حضورؐ آپ نہ ہوتے تو ہم کہیں کے نہ تھے

اس کے بعد یہ اشعار دیکھئے:۔

جو کسی کسی کا نصیب ہے وہ مرے حضورؐ مجھے بھی دیں
مری ظلمتیں ہیں نگاہ میں تو ذرا سا نور مجھے بھی دیں

کبھی دل میں ذکر کے در کھلیں کبھی روح محوِ جمال ہو
کبھی وجد ہو کبھی حال ہو کبھی یہ شعور مجھے بھی دیں

مرا سینہ جہل سے تنگ ہے نہ کشادگی ہے نہ روشنی
مرے ذوق و ظرف کو دیکھ کر دلِ ناصبور مجھے بھی دیں

یہ التجا ہے۔ یہ دعا ہے۔ قرب کی تمنا ہے۔ زندگی کی طلب ہے۔ زندہ رہنے کا مقصد ہے یہ سب کیفیتیں ملی جلی ہیں جن کو الگ الگ کر کے سمجھنا مشکل ہے۔

جس جگہ سے بھی حنیف اسعدی کو پڑھ لیجئے اذنِ باریابی کی آواز آتی رہتی ہے اسی اذنِ باریابی سے ان کے پورے نعتیہ کلام کا لہجہ متعین ہوتا ہے اس لہجے میں پاکی، قلب کی صفائی، دیدہ وری اور قطرے کو دریا میں سمو دینے کی دعا۔ التجا اور انہماک ہے۔

لبِ گویا کو وہ معراجِ عطا ہو یارب
اُن کی تعریف کروں تیری ثنا ہو یارب

بے خودی میں وہ نہ کہہ دوں جو نہیں کہنا ہے
شوق کو حفظِ مراتب کا پتا ہو یارب

اک تمنا ہے جسے تیرا کرم ہے درکار
جس سے تو خوش ہے وہ مجھ سے نہ خفا ہو یارب

سرورِ کائنات وجہ بنائے کائنات ہیں اس حقیقت سے تو سب واقف ہیں مگر حنیف اسعدی نے اس حقیقت کو پالیا ہے انہوں نے اُسے سنا نہیں ہے، دیکھا ہے اور یہ وہ منزل ہے جو کم نعت گو شعراء کے سفرِ عقیدت میں نظر آتی ہے۔

عینِ مدحت ہے محمدؐ کہنا
نام ایسا کہ ثنا ہو جیسے

محبت کی یہ خوشبو ان کے تمام نعتیہ کلام کو بسائے ہوئے ہے لہجہ معطر، مصرعے منور، اسلوب ایسا ہے جس میں زمین آسمان سے بات کر رہی ہو ان کی نعتیں نعتیہ شاعری میں اضافہ ہے اور یہ اضافہ حنیف اسعدی نے قوتِ شعر گوئی کی بنا پر نہیں کیا۔ بلکہ اس جذب کی بنا پر جو انہیں بارگاہِ رسالت سے عطا ہوا ہے۔

پروفیسر مجتبیٰ حسین

حنیف اسعدی کی نعت گوئی

اسلام چھٹی عیسوی میں اپنے انقلابی منشور و عقائد کے ساتھ عرب سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل گیا، اس کے ماننے والے جہاں جہاں گئے انہوں نے مقامی تہذیبوں کا اثر بھی قبول کیا لیکن جس چیز نے انہیں دوسری تہذیبوں سے ممیز اور الگ رکھا وہ توحید و رسالت کا عقیدہ تھا کیونکہ اس کے بغیر وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے توحید کا جزوی تصور تو دوسرے مذاہب میں بھی تھا لیکن رسالت کا کوئی تصور ان کے یہاں موجود نہیں تھا۔

مسلمانوں میں رسالت کا مفہوم تھا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا برحق نبیؐ ماننا، انکی سیرت ان کی تعلیمات اور ان کی زندگی کی پیروی کرنا اور رسولؐ کی ذات سے غیر معمولی محبت کرنا کیونکہ اس کے بغیر توحید کا عقیدہ مسلمانوں کے نزدیک بے معنی ہو جاتا ہے۔ رسول اللہؐ کی ذات سے اس محبت نے مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کیا، ان کی معاشرت، ان کی معاشیات، انکی سیاست وغیرہ وغیرہ اس جذبے سے نہایت اثر پذیر ہوئی، اسی طرح فنونِ لطیفہ نے بھی گہرا اثر قبول کیا، خاص کر شعر و ادب نے۔ اس اثر کے نتیجہ میں نعت گوئی جس کا اصل مقصد آنحضرتؐ سے اظہارِ محبت تھا ان کے فکر و فن کا محور بن گئی اور اس طرح عربی فارسی اور اردو میں نعت کا عظیم ذخیرہ جمع ہو گیا۔

نعت کے موضوع میں رسول اللہؐ کی زندگی، تعلیمات اور سیرت کے حوالے سے انسانی زندگی کے ثقافتی، تہذیبی اور سماجی اور سیاسی مباحث در آتے ہیں اور مباحث شاعرانہ فنکار کے ساتھ شعر کے پیکر میں ڈھل کر ادب کا قابلِ فخر حصہ بنتے ہیں۔

نعت گوئی کا میدان وسیع بھی ہے اور محدود بھی، وسیع اس لحاظ سے کہ رسول اللہؐ کی صفات اور فضائل و کمالات کا دائرہ نہایت وسیع ہے اور اس طرح شاعر کو موضوعات کی ایک طویل فہرست

بہ آسانی ہاتھ آجاتی ہے اور یوں فکر کی بلندی اور رفعتِ تخیل کا سامان بغیر کسی دقت کے فراہم ہو جاتا ہے اور شاعر کو مبالغہ آرائی سے خود بخود نجات مل جاتی ہے کیونکہ خود صفات نبویؐ اس درجۂ کمال پر ہیں کہ شاعر کو مبالغہ آرائی کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اور اس طرح وہ غلو سے نجات پا جاتا ہے اور ان کا من و عن بیان کر دینا ہی کمالِ شاعری کی سند ہے۔

نعت کا میدان محدود اس لحاظ سے ہے کہ یہی کمالات و فضائلِ نبویؐ جن کا دائرہ نہایت وسیع ہے شاعر کی فکری گرفت میں مشکل سے آتے ہیں اور تخیل اور فکر کی حوصلہ مندی کے باوجود شاعر کو ان کا احاطہ کرنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے اس کے لئے شاعر میں غیر معمولی شاعرانہ صلاحیت کا ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ نبیؐ کی بارگاہ میں مبالغہ کی گنجائش اور اجازت نہیں۔ اور جو کلام صداقتِ بیان سے عاری ہوگا وہ قبولیت کا شرف نہیں پا سکتا۔ غرض نعت گوئی نہایت مشکل صنفِ شاعری ہے۔

ان آسانیوں اور دشواریوں کے باوجود جن کا اوپر ذکر ہوا ہے شاعر کا توحید و رسالت اور عبد و معبود کے رشتوں کو سمجھنا اور اپنے خیالات، جذبات، اور افکار و عقائد میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی پوری صلاحیت رکھنا نہایت ضروری ہے ورنہ وہ قادر الکلامی اور شاعرانہ طباعی کے باوجود نعت گوئی کے منصب سے پوری طرح عہدہ برا نہیں ہو سکے گا۔

انسانی فہم بندگانِ حق کے مراتب اور عظمت کے سلسلے میں اکثر دھوکا کھا جاتی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت علیؓ کے باب میں ہوا لیکن قرآنی تعلیمات میں رسول اللہ کے فضائل اور کمالات کے باوجود ان کی عبدیت کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے "وہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک" اور تشہد میں بھی "عبدہٗ و رسولہٗ" یعنی عبدیت کو مقدم رکھا گیا ہے۔

حنیف اسعدی نے اس ایک شعر میں بدرجۂ کمال رسول اللہؐ کے اس منصب کی طرف اشارہ

کیا ہے ؎

آقائے کائنات کی سجدہ گذاریاں سجدے ہمہ نیاز، بدن بندگی تمام

اور اس شعر میں رسول اللہؐ کے پیروکاروں کے لیے معیارِ بندگی اس طرح بیان کیا ہے ؎

حیاتِ پاک کا ہر لمحہ بن گیا ہے گواہ کہ ایک بندے کا معیارِ بندگی کیا ہے

عبدیت کے بعد رسالت کا مرتبہ ہے، رسالت میں بھی عبدیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے جگہ جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "ہم نے تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہاری بہبود کا خواہاں ہے اور جس پر تمہاری ضلالت شاق گذرتی ہے" اور یہ بھی کہلوایا گیا کہ "میں تو تمہاری طرح کا انسان ہوں" وغیرہ وغیرہ مگر دوسرے انبیاء پر آپ کو معراج کے علاوہ جو فضیلت حاصل ہے وہ آپ کا خاتم النبینؐ ہونا ہے حنیف اسعدی نے آپؐ کی اس فضیلت کو جس طرح بیان کیا ہے اور اس بیان میں جس قطعیت کا اظہار ملتا ہے وہ ان کے شاعرانہ کمال اور ایمان کی پختگی کی بیّن دلیل ہے ؎

کوئی ان کے بعد نبیؐ ہوا نہیں انکے بعد کوئی نہیں کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں انکے بعد کوئی نہیں
یہ نگار خانۂ روز و شب اُسی مبتدا کی خبر ہے سب مگر ایسا جلوۂ حق نما نہیں اُن کے بعد کوئی نہیں
کوئی ایسی ذاتِ ہمہ صفت کوئی ایسا نورِ ہمہ جہت کوئی مصطفےٰ کوئی مجتبیٰ نہیں انکے بعد کوئی نہیں
کوئی ہادی اب نہ آئے گا نہ اُترے گی کتاب حشر تک کے واسطے فرمانِ پائندہ ہیں آپ
نہ کوئی ہمسر و ہمتا نہ کوئی مثل و عدیل آپ کو آپ کے اوصاف میں تنہا پایا
وہ آخری سفیر ہیں دینِ حنیف کے اُن پر ہوا ہے سلسلۂ رہبری تمام
کوئی نبیؐ نہیں میرے نبیؐ کا ہم پایا تمام عہد کسی عہد آفریں کے نہ تھے

عبدیت اور خاتم النبیین ہونے کے ساتھ ساتھ آپکیؐ محبوب صفت آپؐ کی رحمت اللعالمین ہے۔ آپؐ کا وجود سراپا رحمت ہے آپؐ کی تمام صفات سراسر رحمت ہیں۔ اور

یہ رحمت صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ تمام مخلوق کے لیے ہے مومنوں کے لیے آپؐ سرچشمۂ ہدایت ہیں اور کافروں کے لیے تاخیرِ عذاب کا باعث بن کر رحمت ہیں غرض اس کائنات کی ساری آراستگی آپؐ کے رحمت اللعالمین ہونے کا پرتو ہے، حنیف اسعدی نے آپؐ کی اس محبوب صفت کا احاطہ بڑے دلکش انداز میں کیا ہے ؎

بجز ان کے رحمتِ ہر زماں کوئی اور ہو تو بتایئے نہیں اُن سے پہلے کوئی نہ تھا نہیں انکے بعد کوئی نہیں
اپنی غفلت کا یہ عالم اور یہ شفقت آپ کی جرم ہم سے ہو رہے ہیں اور شرمندہ ہیں آپؐ
کسی ایسی ذات کا نام لو جو ایں بھی ہو جو آں بھی ہو یہ مرے یقیں کا ہے فیصلہ نہیں انکے بعد کوئی نہیں
کُنجِ حیات قصرِ جہنم سے کم نہ تھا آپ آئے زندگی پہ کھلا دَر بہشت کا
نورِ یقیں کی دولت لے کر فرشِ زمیں پر آپ جو آئے ایک زمیں کیا کون و مکاں پر رحمت کا در باز ہوا
جو کچھ بھی ملا بخشش دیا خلقِ خدا کو حیراں ہے سخاوت بھی اس اندازِ کرم پر
کیا شان ہے اے صلِّ علیٰ ابرِ کرم کی اُٹھتا ہے عرب سے تو برستا ہے عجم پر
آپؐ اُن کیلئے بھی رحمت ہیں جو زمانے ابھی نہیں آئے
ظُلم ہے ظُلم کا جواب مگر آپ اس کے لئے نہیں آئے

رسول اللہؐ کی رحمت اللعالمینی کی صفت کو حنیف اسعدی نے جس جذبے اور سرشاری کے ساتھ شعر کا جامہ پہنایا ہے وہ انکی قادر الکلامی اور رسول اللہ سے غیر معمولی محبت کی دلیل ہے۔ پھر رحمت کی اس فراوانی کو رسالت کی حدود ہی میں رکھا اور کہیں مشیتِ الٰہی سے متصادم نہیں ہونے دیا ہے۔

رسول اللہ کو عبدیت، ختم المرسلینی اور رحمت اللعالمینی کا جو شرف اور مرتبہ حاصل ہے اسکے نتیجے میں آپ کے بے شمار فضائل سامنے آتے ہیں اور ان فضائل سے پوری کائنات بہرہ مند ہوئی ہے اور آج تک ان کے اثرات حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ حنیف اسعدی نے

رسول اللہؐ سے بے پناہ محبت کے اظہار میں اِن فضائل کو بھی اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے کیونکہ یہ فضائل اُس ذاتِ مُقدّس کے ہیں، جو مزکّی ہے جو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جس کا خُلق "خلقہ القرآن" ہے جو سراجِ مُنیر ہے، جو مبشّر و منذر ہے، جو رؤف و رحیم ہے، جو مزّمّل و مدثّر ہے جو یٰسین وطٰہٰ ہے، جو صادق و امین ہے اور جو صاحبِ معراج ہے، آئیے ان فضائل کی روشنی میں حنیف اسعدی کے شعر پڑھیں ؎

کیا مرتبہ ہے اُس تنِ عنبر سرشت کا — جس نے کبھی گلہ نہ کیا سنگِ دحشت کا
آزادیٔ حرم سے غلاموں کے دن پھرے — انسان پر وبال تھا دیر و کنشت کا
اُس وقت درسِ امر و نہی آپ نے دیا — دُنیا کو جب شعور نہ تھا خوب وزشت کا
کیا ہے آپ نے ایسے بُتوں کو بھی پامال — جو نیتّوں میں چھپے تھے جو آستیں کے نہ تھے
خُدا سے بندہ کا رشتہ ہے پیروی انکی — جو اس حصار سے نکلے وہ پھر کہیں کے نہ تھے
گُمراہ کے واسطے ہدایت — عاصی کے لئے اماں محمّدؐ
گُماں تھے ایسے کہ آثار تک یقین کے نہ تھے — حُضور آپ نہ ہوتے تو ہم کہیں کے نہ تھے
وہ قدم اُٹھے تو بیک قدم ہمہ کائنات تھی زیرِ پا — یہ بلندیاں کوئی چھو سکا نہیں انکے بعد کوئی نہیں
انسان کی عظمت کا سفر ہے شبِ اسرا — معراج اضافہ ہے مہمّاتِ بشر میں
امیں، صادق، نبیؐ، محبوبِ داور — عروجِ منزلت زینہ بہ زینہ
کوئی کہیں بھی ہو اُنؐ کے کرم سے دُور نہیں — تمام عالمِ امکاں پہ مہرباں ہیں حُضورؐ
ہر دَور ہر دیار ہے جس کے محیط میں — قرآں وہ معجزہ ہے رسالت مآب کا
ابتدا ہی سے مبتدا ہے خُدا — اور خُدا کی خبر محمّدؐ ہیں
کیسا اثر ہے آپ کے حُسنِ بیان میں — اس کا یقین دیا جو نہ آئے گمان میں
تاریخ کہہ رہی ہے کہ سیرت حُضور کی — قُرآں کا ترجمہ ہے عمل کی زبان میں

حنیف اسعدی نے ان اشعار میں تقریباً تمام فضائلِ نبویؐ کا احاطہ کرنے کی نہایت دلکش انداز میں کوشش کی ہے اور اپنے شاعرانہ اسلوب سے تاثر اور تاثیر کی نہایت دلکش فضا پیدا کی ہے، حنیف اسعدی کی نعتوں میں دل گداختگی کا ایک ایسا پیرایہ ملتا ہے جو ان کو دوسرے نعت گو شعراء سے ممتاز کرتا ہے، ان کی نعتوں کے مضامین سیرتِ نبویؐ کے مختلف پہلوؤں کو اپنے اندر جذب کر کے نعت کے شعروں کو نگینوں کی طرح روشن و منوّر کر دیتے ہیں اور اسی تنویر سے رُوح کی بالیدگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس شاعرانہ کمال کے باوصف فضائلِ نبویؐ کا احاطہ کرنا انسانی حیطۂ امکاں سے باہر ہے کیونکہ انسانی شعور آپ کے تمام کمالات کی وسعتوں کا ادراک نہیں کرسکتا اور یہ احساس خود حنیف اسعدی کو بھی ہے ؎

یارب یہ تمنّا ہے کہ نازل ہو وہ ہم پر — جو نعت ابھی قرض ہے قرطاس و قلم پر

تابش دہلوی

عجز بیاں

لاکھ کوشش کے باوجود حنیفؔ
اُن کی مدحت رقم نہیں ہوتی
مگر اک تازہ نعت لکھنے کی
دل سے حسرت بھی کم نہیں ہوتی

نُطق پر اختیار کے باوصف
فکر لفظوں میں ضم نہیں ہوتی
اُس طرف کا اگر اشارہ نہ ہو
طبعِ موزوں بہم نہیں ہوتی

دل خشیّت سے کانپ اُٹھتا ہے
عاجزی بھی رقم نہیں ہوتی

جب تلک وہ نگاہِ لطف آمیز
مائلِ صد کرم نہیں ہوتی
جب تلک دل سُلگ نہیں اُٹھتا
جب تلک آنکھ نم نہیں ہوتی
لاکھ کوشش کے باوجود حنیف
اُن کی مدحت رقم نہیں ہوتی

حمدِ باری

اے محمدؐ کے رب
تیری سب پر نظر
سب کو تیری طلب
اے محمدؐ کے رب

جنبشِ چشم و لب
گردشِ روز و شب
دورِ لطف و طرب
عہدِ زیرِ غضب
غیب و موجود سب
سب ہے تیرے سبب
اے مسبّب لقب
جز ترے ہم کو اب
کس کی ہوگی طلب
اے محمدؐ کے ربّ ج

نجم و خورشید و ماہ
مسجد و خانقاہ
سنگِ در، سنگِ راہ
تخت و تاج و کلاہ
خواجۂ جاں پناہ
تیری ہر جلوہ گاہ
اعتبارِ نگاہ
مطلعِ عزّ و جاہ
بارگاہِ ادب
اے محمدؐ کے ربّ ج

بزم تیرا جمال
رزم تیرا جلال
مرکزِ اتصال سب
باہمہ لایزال
تیری کیا ہو مثال
بہرِ ہر خستہ حال
صرف تیرا خیال
چارۂ ہر ملال
ردِّ رنج و تعب
اے محمدؐ کے ربؐ

کارِ دنیا و دیں
یہ مکاں یہ مکیں
یہ یسار و یمیں
یہ ازماں یہ زمیں
یہ سپہرِ بریں
تجھ سے سب بالیقیں
اے حیات آفریں
تو کسی سے نہیں
تیری قدرت عجب
اے محمدؐ کے ربؐ

کیا گدائے حرم
کیسے دارا و جم
کچھ جدا، کچھ بہم
ہر جبیں بیش و کم
تیرے در پر ہے خم
تیرا دستِ کرم
جھولیوں کا بھرم
اے خدائے عجم
اے الٰہِ عرب
اے محمدؐ کے ربؒ

عرصۂ بحر و بر
مزرعِ خشک و تر
دورِ شمس و قمر
قلبِ جنّ و بشر
اپنے مقدور بھر
عجز کی راہ پر
سب ہیں گرمِ سفر
تیری سب پر نظر
سب کو تیری طلب
اے محمدؐ کے ربؒ

حاصلِ جستجو
ہر بُنِ مُو میں تُو
بَرلبِ آبِ جُو
تیری ہی گفتگو
تجھ سے ہے کُو بہ کُو
اعتبارِ نمو
تیرا نامِ نکو
پھُول میں رنگ و بو
برق میں تاب و تب
اے محمدؐ کے ربّ

اے مرے کردگار
کس کو تجھ بن قرار
سبزہ و برگ و بار
خاک و خاشاک و خار
نغمہ خوانِ بہار
تیرا ہر شاہکار
تیرا سجدہ گزار
کیا تَرہ کیا خیار
کیا ثمر کیا عنب
اے محمدؐ کے ربّ

مصدرِ کائنات
تیری جملہ صفات
شانِ اظہارِ ذات
بر سرِ شش جہات
برق رو سالمات
ذرّے مع ذرّیات
منظرِ ممکنات
رہ گزارِ حیات
تجھ سے روشن ہے سب
اے محمدؐ کے ربّ

حسن بے خال و خد
قامتِ بے جسد
تُو ازل، تُو ابد
تُو احد، تُو صمد
رازقِ نیک و بد
قدرِ داد و ستد
ما ورائے خرد
مصطفیٰؐ ایک حد
ایک حد بو لہب
اے محمدؐ کے ربّ

عصر و اعیان ہیں
زیست کی جان ہیں
عدل و احسان ہیں
حق کا عرفان ہیں
روحِ قرآن ہیں
سب کا ایقان ہیں
میرا ایمان ہیں
تیری پہچان ہیں
تیرے طٰہٰ لقب
اے محمدؐ کے رب

۶

مدحِ سرکارؐ کس طرح ہو بیاں
کہ یہ نطق و نوا کے بس میں کہاں
اور قلم بھی لکھے تو کیسے لکھے
نطق بے جان، فکر سرگرداں
آپؐ کی ذات کی کیسے تفہیم
آپؐ کے وصف کس سے ہونگے بیاں
آپؐ کے زیرِ سایۂ رحمت
منظرِ ہستِ عالم و امکاں
آپؐ کے قول و فعل و حسنِ عمل
ردِ ہر احتمال و وہم و گماں
تن کی تہذیب آپؐ کی بخشش
روح کا رزق آپؐ کا احسان
آپؐ تطہیرِ نفسِ اہلِ صفا
آپؐ تالیفِ قلبِ درویشاں

آپؐ کی ذات مشکلوں کی کشود
آپؐ کے دم سے مرحلے آساں
آپؐ کا نام بے کسوں کا سکوں
آپؐ کی ذات بے اماں کی اماں

چارۂ غم نگاہِ لطف و کرم
پرسشِ حال درد کا درماں

جان کے دشمنوں کے خیر طلب
ناسپاسوں کے خیر کے خواہاں

رحمت و رافت و رؤف و رحیم
حامیٔ انس و جاں، انیسِ جاں

آپؐ سو بار بخشنے والے
اور انساں ہے خوگرِ عصیاں

بے شعوری ہے آپؐ سے دُوری
اے حبیبِ خدائے کون و مکاں
جان پر میری آپؐ کے الطاف
بے حد و بے شمار و بے پایاں

آپؐ کے صدقے کنز و مال و منال
آپؐ کی ذات پر میں خود قرباں

آپؐ ہادی ہیں سب زمانوں کے
ایک محسن کے سب پہ ہیں احساں

آپؐ کی یاد آسمانوں میں
آپؐ کا ذکر بر سرِ گیہاں

فرش پر کر رہا ہے وِرد کوئی
عرش پر دے رہا ہے کوئی اذاں

نامِ نامی سے گونجتی ہے فضا
ہو رہے ہیں گواہ دونوں جہاں

بھیجتا ہے خدا درُود و سلام
بھیجتے ہیں صلوٰۃ کرّوبیاں

میں بھی شامل ہُوں اُن صداؤں میں
جھُوم اُٹھتے ہیں جن سے کون و مکاں

پڑھ رہا ہے ہمہ وجُود درُود
مل گئی ہے رُوئیں رُوئیں کو زباں

مونسِ انس وجاں

وہ عرب کا دورِ ستم گراں وہ گماں پرستوں کی بستیاں
جہاں سب ہی خستہ و خوار تھے جہاں سب ظلوم و جہول تھے

کہیں کاہنوں کی تھی پیروی، کہیں بطلات و منات سے
نہ عبادتوں کا ثواب تھا نہ کسی کے سجدے قبول تھے

کوئی راہبر تھا نہ ہمسفر، نہ کسی کو راہ کی تھی خبر
نہ اُنہیں خدا کی تلاش تھی نہ اُنہیں پسند رسول تھے

نہ غریب کی کوئی ذات تھی نہ غلام کا کوئی۔ نام تھا
جو خواص تھے وہی خاص تھے کہ عوام تہِ فضول تھے

کہیں جور تھا، کہیں جبر تھا، کہیں اپنے جہل پہ فخر تھا
کسی ایک فرد کا ذکر کیا، یہ اصول سب کے اصول تھے

نہ مواخذہ کسی ظلم کا نہ کسی کے خون کا خوں بہا
نہ کسی کو کچھ عدل سے واسطہ کہ یہ فلسفے ہی فضول تھے

کہیں شوقِ رقص و سرود کا کہیں ذوقِ فسق و فساد کا
یہی ان کی طرزِ حیات تھی یہی روز و شب کے اصول تھے

جنہیں راہِ حق کی تلاش تھی انہیں راہِ حق کا پتا نہ تھا
جنہیں ادّعائے شعور تھا وہ سبھی ظلوم و جہول تھے

زہے آمدِ شہِ دوسرا کہ نظامِ شر ہی بدل گیا
جہاں سنگ تھے وہاں رنگ تھے جہاں دھول تھی وہاں پھول تھے

وہ ہوائے لطف و عطا چلی کہ کھلی چمن کی کلی کلی،
وہ جو خار تھے وہی خار اب سبدِ رسولؐ کے پھول تھے

وہ ہجومِ راہ رواں اُٹھا وہ گروہِ راہبراں چلا
وہ گرفتہ دل وہ شکستہ پا وہی کل جو راہ کی دھول تھے

چلے کارواں پسِ کارواں تو وہ لوگ ساتھ میں ہو لئے
جنہیں شک تھا اپنے یقین پر جو کئے پہ اپنے ملول تھے

زہے فیضِ مونسِ انس وجاں فقط اک نگاہ میں طے ہوئے
وہ تمام وقت کے فیصلے جو میانِ ردّ و قبول تھے

آپؐ پر سلام

اے پاسبانِ قصرِ حرم آپؐ پر سلام
اے رحمتِ تمام و ــــ اَتَم آپؐ پر سلام
اے دستِ جود و ابرِ کرم آپؐ پر سلام
اے شاہدِ شہود و عدم آپؐ پر سلام

اے باعثِ وجودِ جہاں، مصدرِ نمُود
اے رافت و رحیم و رؤف و سخا و جُود
اے محرمِ رموزِ نہاں آپؐ پر دُرود
اے پاسبانِ قصرِ حرم آپؐ پر سلام

والا تبار لائق صد عزّ و احترام
سالار، دستگیر مدار المہام امام
اے راہدانِ کون و مکاں سیّد الانام
اے شاہدِ شہود و عدم آپؐ پر سلام

پیغامبر، رسول، نگہبان، راہبر
گفتار نرم، لہجہ رواں، حرف معتبر
دل میں دُعائیں، رُشد و ہدایت زبان پر
اے دستِ جود و ابرِ کرم آپؐ پر سلام

قلب و نگاہ مصدرِ نور و تجلّیات
قولِ دُرست و حسنِ عمل آپؐ کی صفات
اے پاسدارِ و سرور و سردارِ شش جہات
اے رحمتِ تمام و ــــ اَتَم آپؐ پر سلام

ہر گوشہ محوِ ذکر ہے بزمِ حیات کا
ہر اُمّتی پہ سایہ ہے ذات وصفات کا
سب کر رہے ورد درُود وصلوٰۃ کا
سب بھیجتے ہیں ہو کے بہم آپؐ پر سلام

اے پاسبانِ قصرِ حرم آپؐ پر سلام
اے رحمتِ تمام و اتم آپؐ پر سلام
اے دستِ جُود و ابرِ کرم آپؐ پر سلام
اے شاہدِ شہود و عدم آپؐ پر سلام

سب کچھ ہیں وہی اِس کے سوا کچھ نہ کہا جائے
آقاؐ کو بجز لطفِ خدا کچھ نہ کہا جائے

توصیف ہے مشکل تو کروں ذکر ہی اُنؐ کا
کچھ کہنا ہو دشوار تو کیا کچھ نہ کہا جائے

جذبات کی شدّت میں بھی تکریم ہے لازم
بن جائے ہر اک درد صدا کچھ نہ کہا جائے

کچھ کم تو نہیں حسنِ طلب دستِ طلب سے
اشکوں کے سوا وقتِ دُعا کچھ نہ کہا جائے

اُس نورِ مجسّم سے اُجالے بھی ہیں روشن
جس نور کو جُز نورِ خدا کچھ نہ کہا جائے

جب دیدہ و دل حلقۂ رحمت میں سمٹ آئیں
اس وقت بجز صلِّ علیٰ کچھ نہ کہا جائے

درپیش ہے وہ منزلِ حیرت کہ جہاں پر
اے صاحبِ لولاک لما کچھ نہ کہا جائے

مکاں پہ دیکھا، سرِ لامکاں لکھا دیکھا
وہ اسمِ پاک کبھی نزدِ جاں لکھا دیکھا

میں کیا بتاؤں کہ کیا منزل و مقام تھا وہ
خدا کے ساتھ محمدؐ جہاں لکھا دیکھا

وہ ایک نام جو کون و مکاں کا محور ہے
میانِ دائرہ جسم و جاں لکھا دیکھا

کتابِ زیست کے ہر باب میں ہے ذکر اُن کا
اُنہیں کا نام سرِ داستاں لکھا دیکھا

کچھ اپنے خانۂ دل کا سا کارخانہ تھا
بخطِ نور جہاں آستاں لکھا دیکھا

نظر کو فکر تھی اُنؐ کو کہاں تلاش کرے
تو ہر مقام پہ دونوں جہاں لکھا دیکھا

ابھی کہ نیّتِ مدح و ثنا ہی کی تھی حنیفؔ
قلم نے لوح پہ عجزِ بیاں لکھا دیکھا

میں تو آ جاؤں مگر زادِ سفر تو مل جائے
درِ اقدس پہ حضوری کی خبر تو مل جائے

نقدِ جاں لے کے میں آقاؐ کے نگر پہنچوں گا
خاک ہو جاؤں گا اس در کی وہ در تو مل جائے

جلوۂ بامِ حرم دیکھوں تو دیکھے جاؤں
جرأتِ دید تو ہو، تابِ نظر تو مل جائے

میری منزل بھی مدینہ ہے وہیں رہنا ہے
پہلے دنیا کے علائق سے مفر تو مل جائے

میں نہ پہنچوں تو مری روح مدینے پہنچے
سفر آغاز تو ہو، اذنِ سفر تو مل جائے

میں بھی آقاؐ کے نقوشِ کفِ پا ڈھونڈنے جاؤں
اُنؐ کی گلیوں کا کوئی خاک بسر تو مل جائے

اپنا معروضہ وہیں جا کے سناؤں گا حنیفؔ
لفظ کو شستگی، جذبے کو اثر تو مل جائے

ہم بھی آرام گہِ سرورِ دیں دیکھ آئے
عرش کو ناز ہے جس پر وہ زمیں دیکھ آئے

دیدہ و دل نے بصد شوق مدینہ دیکھا
طالبِ ذوقِ یقیں، شہرِ یقیں دیکھ آئے

وہ در و بام، وہ محراب، وہ منبر وہ ستون
خم ہے جس جا پہ فرشتوں کی جبیں دیکھ آئے

خواب دیکھے تھے سدا جن کے وہ منظر دیکھے
اپنی آنکھوں سے وہ گلزارِ حسیں دیکھ آئے

نخلِ بُستانِ نبیؐ اب بھی تر و تازہ ہیں
کشتِ فردوس کو بالائے زمیں دیکھ آئے

وہی آدابِ تمدن ہیں وہی طرزِ حیات
ہم مدینے کے مکانوں کے مکیں دیکھ آئے

عرش سے بڑھ کے ہے اقصائے مدینہ کا جمال
ہم تو فردوس کے جلوے بھی وہیں دیکھ آئے

دونوں جلووں کو بہم دیکھا ہے
روضہ دیکھا تو حرم دیکھا ہے

جب کبھی سوئے حرم دیکھا ہے
غم کو بیگانۂ غم دیکھا ہے

آپؐ کی راہ پہ چلنے کے لئے
آپؐ کا نقشِ قدم دیکھا ہے

روشنی دل میں اُترتی دیکھی
دل نے جب سوئے حرم دیکھا ہے

سر برآوردہ جبینوں کو بھی
آپ ﷺ کے قدموں پہ خم دیکھا ہے

دوست کیا جان کے دشمن پر بھی
ان ﷺ کو مائل بہ کرم دیکھا ہے

روضۂ پاک سے رخصت ہوتے
آنکھ کیا قلب کو نم دیکھا ہے

تم مرا دل، مرا دامن دیکھو
میں نے وہ دستِ کرم دیکھا ہے

اک لمحہ کو کیا تھا تصورِ حضور ﷺ کا
روشن تھے دو جہاں وہ تلاطم تھا نور کا

وہ کیفِ سرمدی تھا کہ میرا تو ذکر کیا
خود وقت کو شعور نہ تھا نزد و دور کا

اک اک رُواں تھا بارِ ندامت سے سرنگوں
تسکین دے رہا تھا تقرب حضور ﷺ کا

دیکھا کہ کچھ غلام ہیں آقا ﷺ کے رُو برو
سر پر ہے سب کے سایۂ رحمت حضور ﷺ کا

مجھ کو بھی کاش ملتے حضوری کے روز و شب
اے کاش میں بھی پاتا زمانہ حضورؐ کا

مجھ کو بھی اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپ لیں
آقاؐ مجھے بھی خوف ہے یومِ نشور کا

اوصاف بے شمار ہیں آقاؐ کے اور حنیفؔ
منزل یہ فہم کی ہے نہ منصب شعور کا

یہ کس کا ذکر بر سرِ بزمِ وجود ہے
ساری فضا میں وردِ صلوٰۃ و درود ہے

ہر قطرہ انؐ کے بحرِ کرم سے ہے بہرہ مند
ہر ذرّہ انؐ کے نقشِ قدم کی نمود ہے

وہ نام اپنی حمد پہ خود ہی ہوا گواہ
وہ ذات اپنے وصف میں بھی بے حدود ہے

رہوار نور کا تھا کہ رفتار نور کی
حیرت میں اب بھی عالمِ غیب و شہود ہے

جب زندگی ہے زندہ تو وہ زندہ کیوں نہ ہوں
جن کا وجود باعثِ بزمِ وجود ہے
طاعت سے اپنے آقاؐ کی غافل نہیں ہوں میں
دل میں ہے ذکر و فکر لبوں پر درُود ہے
مجھ کو حنیفؔ انؐ کی غلامی پہ ہے یہ ناز
اب عاقبت کا ڈر نہ غمِ ہست و بود ہے

رحمت کا نگر، عطا کا در ہے
آقاؐ کا نگر، بڑا نگر ہے
طیبہ کا سفر بھی کیا سفر ہے
اُس در کی کشِش ہی راہ بر ہے

تنہا تو نہیں ہوں اس سفر میں
اک روشنی میری ہمسفر ہے
مجھ کو بھی ہے نازشِ غلامی
مجھ پر بھی حضورؐ کی نظر ہے

اپنا تو خمیر ہی خطا ہے
آقاؐ کا مزاج درگزر ہے
اس ذات کا ذکر کر رہا ہوں
جو نائبِ خالقِ بشر ہے

ہے وجد میں حلقۂ دو عالم
وہ ذکر ہی ایسا معتبر ہے

منزل ہی خدا رسی کا ہے نام
آقاؐ سے لگن تو رہ گزر ہے

صد شکر حضورؐ کے کرم سے
انساں کا نصیب اوج پر ہے

جو نور کہ بامِ عرش پر تھا
وہ آج دلوں میں جلوہ گر ہے

ممدوح کی شان کے مقابل
مدحت کی زبان مختصر ہے

پھر وصف شمار کر رہا ہوں
پھر اپنی بساط پر نظر ہے

پھر عجزِ بیاں کو رو رہا ہوں
پھر حرفِ ثنا زباں پر ہے

لکھوں تو کیا لکھوں شہؐ والا کی شان میں
الفاظ میں ہے دم نہ طاقت زبان میں

کیسا اثر ہے آپؐ کے حسنِ بیان میں
اُس کا یقیں دیا جو نہ آئے گمان میں

تاریخ کہہ رہی ہے کہ سیرت حضورؐ کی
قرآں کا ترجمہ ہے عمل کی زبان میں

کون و مکاں میں وردِ سرِ لامکاں درود
صلِ علیٰ کی دھوم ہے دونوں جہان میں

سوچیں تو روحِ عصر کے ادراک کے بغیر
معراج کیسے آئے کسی کے گمان میں

بخشی گئی تھی آپؐ کو رفتار نور کی
گزری جو مدتوں کی مسافت اِک آن میں

اِک شب تھا محوِ ذکر کہ اسرار ذکر کے
اُترے ٹھہر ٹھہر کے مرے جسم و جان میں

ہم ایسے عاصیوں کی شفاعت کے واسطے
کیا ہو اگر حضورؐ نہ ہوں درمیان میں

اُس نام ہی سے نعت میں تاثیر ہے حنیفؔ
اُس ذکر ہی سے جان پڑی ہے بیان میں

مجالِ مدحِ رسالت مآب کس کو ہے
شعورِ مرتبۂ بے حساب کس کو ہے

کسی کسی کا مقدر ہے خواب میں دیدار
سو خواب میں بھی نظارے کی تاب کس کو ہے

نزولِ جلوۂ آیات سے ہو آسودہ
سوائے قلبِ محمدؐ یہ تاب کس کو ہے

درِ حضورؐ پہ رونے کی لذتیں ہیں کچھ اور
مگر سلیقۂ چشمِ پُر آب کس کو ہے

بجز شفیعِ اُمم کس سے ہو اُمیدِ کرم
ہماری فکرِ عذاب و ثواب کس کو ہے

برائے اُمّتِ عاصی ہے کون گریہ کناں
خطائیں کس کی ہیں اور اضطراب کس کو ہے

شعورؔ و فکر کہیں بھی تو لیا کہیں گے ضعیف
یہی کہ معرفتِ آنجناب کس کو ہے

تڑپ کو دل کی سُپردِ قلم کروں کیسے
حضورؐ آپ کی مدحت رقم کروں کیسے

حضورؐ گریۂ پیہم ہے مانعِ تحریر
حدیثِ دیدۂ پُرنم رقم کروں کیسے

دل و نگاہ حضوری کی کیفیت میں ہیں گُم
حواس بکھرے ہوئے ہیں بہم کروں کیسے

جمالِ گنبدِ خضرا سے ہے نظر محروم
حرم سے دُور طوافِ حرم کروں کیسے

نہ سر میں شوقِ اطاعت نہ دل کو فکرِ نجات
یہی تو دُوری ہے دُوری کو کم کروں کیسے

مرے کریم مری کم نگاہیوں پہ کرم
کرم نہ ہو تو عِلاج مسنم کروں کیسے

سفر میں ہوں بھی تو زادِ سفر نہیں ہے حنیفؔ
قدم کو پیروِ نقشِ قدم کروں کیسے

کچھ اس طرح سے آئی یادِ مدینہ
مرے سامنے ہے سوادِ مدینہ

اُنہیںؐ کے تصوّر میں روضے پہ پہنچا
وہیؐ یاد آئے بیادِ مدینہ

اُسی نام کی برکتوں سے ہے قائم
وقارِ حرم، اعتمادِ مدینہ

وہ ہجرت کی رحمت مآبی کہ جس نے
بدل دی تھی یکسر نہادِ مدینہ

اُڑا لے گیا خاک وخاشاکِ باطِل
جدھر بھی گیا گردبادِ مدینہ

ہوئے بے اثر شہر یارانِ خود سر
مکرّم ہوئے کم سوادِ مدینہ

مرے خشک و تر بھی نظر میں ہیں ورنہ
کہاں میں کہاں ابر و بادِ مدینہ

یہ اعجاز ہے وردِ نامِ نبیؐ کا
کبھی کم نہ ہو پائی یادِ مدینہ

مدینہ بہر لمحہ پیشِ نظر ہے
حنیفؔ آپ ہیں بامرادِ مدینہ

شکوہ نہ کمی کا نہ گِلہ در بدری کا
آقاؐ ہیں بھرم کاسۂ دریوزہ گری کا

جب اُنؐ کا حوالہ بھی دُعاؤں میں ہو شامل
پھر کس کی زباں پر ہو گِلہ بے اثری کا

اب تو کھلی آنکھوں بھی نظر آتا ہے روضہ
اب غم نہیں دُوری کو بھی بے بال و پری کا

اللہ و غنی گنبدِ خضراء کا تصوّر
اے صلِّ علیٰ جذب و اثر ہم سفری کا

ہر قول ہدایت ہے ہر اک گام قیادت
آقاؐ نے ادا کر دیا حق راہبری کا

وہ دستِ شفا بھی ہیں شفاعت کا بھرم بھی
انسان پہ احسان ہے اس چارہ گری کا

آقاؐ کا وہ گریہ وہ شب و روز دُعائیں
پروانہ ہے اُمّت کے لئے راہدری کا

مولاؐ سے طلب کیجئے آقاؐ کی محبّت
کچھ اور مداوا نہیں شوریدہ سری کا

حضورؐ دُور سے کیا شکوۂ ملال کروں
کبھی جو قدموں میں پہنچوں تو عرضِ حال کروں

تمام رات رہے گفتگو مدینے کی
سحر کو پیروئ لہجۂ بلال کروں

وہ ایک لمحہ جو روضے کے سامنے گزرے
اُس ایک لمحے پہ قربان ماہ و سال کروں

اُنہیں سے حکم عدولی کی معذرت چاہوں
اُنہیں کے سامنے اندیشۂ مآل کروں

وہیں کے کانٹوں سے تلووں میں آبلے ڈالوں
وہیں کی خاک سے زخموں کا اندمال کروں

درِ حضورؐ سرِ خواب ہی نظر آ جائے
تو اپنی کھوئی ہوئی روشنی بحال کروں

حضورؐ حاضری چاہی تھی سو نصیب ہوئی
سوال یہ ہے کہ اب اور کیا سوال کروں

انہیںؐ کے در سے ملا ہے جو کچھ ملا ہے حنیفؔ
غلط کروں جو کہیں اور اب سوال کروں

حسرتِ دید تو ہے جذب و اثر بھی دیکھوں
اب اِن آنکھوں سے مدینے کا سفر بھی دیکھوں

آپؐ سے کی ہوئی منت کا صِلہ پایا تھا
کاش دیکھا ہوا در بارِ دگر بھی دیکھوں

شوق کہتا ہے کسی طرح مدینے چلئے
یاں یہ مُشکل ہے کہ امکانِ سفر بھی دیکھوں

میرے ہمراہ تصور بھی چلے گام بہ گام
روضۂ پاک کو دورانِ سفر بھی دیکھوں

مختلف ہیں سحر و شام کے انوار یہاں
شام بھی دیکھوں مدینے کی سحر بھی دیکھوں

گلیوں گلیوں پھروں نقشِ کفِ پا کی دُھن میں
خود کو اس دُھن میں سدا خاک بسر بھی دیکھوں

بام و در دیکھ کے روضے کی طرف دیکھوں تو
خیرگی کم ہو نظر کی تو اُدھر بھی دیکھوں

پہلے روضے کی زیارت کروں پھر کعبے کی
آپؐ کے صدقے میں اللہ کا گھر بھی دیکھوں

اپنے خود کردہ گناہوں پہ نظر کر کے حنیفؔ
شرم سے قدموں پہ جھکتا ہوا سر بھی دیکھوں

حاضری کا کہ تسلی کا پیام آئے گا
کوئی تو طیبہ سے نامہ مرے نام آئے گا

شوقِ دیدار کو توفیق تو حاصل ہے مگر
آپؐ کا حکم بھی ہوگا تو غلام آئے گا

یہی حسرت، یہی معروضہ، یہی رختِ سفر
میرا گریہ ہی مرے واسطے کام آئے گا

تجربہ بھی ہے یہی اور یہی ایمان بھی ہے
جب بھی بھیجوں گا درود اُنؐ پہ سلام آئے گا

نام ایسا کہ فقط نام نہیں وصف بھی ہے
اس حوالے میں محمدؐ ہی کا نام آئے گا

ریشے ریشے میں تجلی کی کرن پھوٹے گی
راہِ طیبہ میں اک ایسا بھی مقام آئے گا

قلب کو ذکر کے انوار سے روشن رکھیں
شعلۂ شوق فزوں ہوگا تو کام آئے گا

آخری وقت کو اس طرح سنوارا جائے
ایک اک لمحہ مدینے میں گزارا جائے

اور کس ذات کو ہے اُمتِ عاصی کا خیال
اور کس پیکرِ رحمت کو پُکارا جائے

سایۂ دامنِ رحمت تو سبھی کا ہے کفیل
دل کا مارا کہ کوئی درد کا مارا جائے

میرے نزدیک تو مفہومِ اطاعت ہے یہی
رُوح میں آپؐ کے جلوؤں کو اُتارا جائے

میں غلامِ شہِ ابرار ہوں اور کچھ بھی نہیں
اب مجھے بس اسی نسبت سے پُکارا جائے

میری رحمت طلبی آپ ﷺ کی شفقت پہ نثار
میں تو لٹ جاؤں اگر یہ بھی سہارا جائے

پئے تحصیلِ کرم ربِّ محمد ﷺ کو حنیف
درِ اقدس پہ کھڑے ہو کے پکارا جائے

ایک اِک حرفِ دُعا جذب و اثر تک پہنچا
آپ ﷺ کے در کا گدا آپ ﷺ کے دَر تک پہنچا

منزلِ شوق ملی نعمتِ توفیق کے ساتھ
اور مدینے کا سفر حدِّ سفر تک پہنچا

کچھ عجب وجد میں اپنا سفر آغاز ہُوا
کچھ عجب حال میں آقا ﷺ کے نگر تک پہنچا

ابرِ رحمت جو اٹھا سب پہ برسنے کے لئے
میں بھی نازاں ہوں کہ مجھ خاک بسر تک پہنچا

نامِ نامی کا ہر اک حرف تسلّی بن کر
رُوح میں جذب ہوا قلب و نظر تک پہنچا

حرف نے بڑھ کے کبھی اُنؐ کے قدم چُوم لئے
جذبۂ شوق کبھی عرضِ ہنر تک پہنچا

ایک طوفانِ عقیدت جو اٹھا مجھ میں حنیفؔ
اشک میں ڈھل کے مرے دیدۂ تر تک پہنچا

جب طبیعت کبھی تنہائی سے گھبراتی ہے
رُوح روضے کے در و بام کو چھُو آتی ہے

انہیں دونوں کے تصرّف میں ہیں دونوں عالم
شام بطحا سے ، مدینے سے سحر آتی ہے

سر جُھکا لو کہ مضافاتِ مدینہ ہیں شروع
سرنگوں ہو کے تو شاہی بھی یہاں آتی ہے

روزِ روشن کی طرح وقت چمکتا ہے یہاں
آپ طیبہ میں ہیں یاں رات کہاں آتی ہے

روضۂ پاک کے انوار کا کیا ذکر کروں
آنکھیں تھک جاتی ہیں سیری نہیں ہو پاتی ہے

دمِ رخصت قدم اٹھتے ہوئے تھرّاتے ہیں
اور نظر دوڑ کے جالی سے لپٹ جاتی ہے

یاد جب آتے ہیں اقصائے مدینہ تو حنیفؔ
میرے کانوں میں اذانوں کی صدا آتی ہے

حضورؐ پیکرِ حق بھی ہیں حق رساں بھی ہیں
ثبوتِ حق کے لئے ردِّ ہر گماں بھی ہیں

خدا کے بندے بھی بندہ نوازِ خلقت بھی
خدا کے بعد خدائی کے پاسباں بھی ہیں

انہیں کے نام سے منسوب ہے نصابِ حیات
وہ حرفِ حق ہی نہیں حق کے ترجماں بھی ہیں

انہیں سے سیکھے ہیں آدابِ نفسِ انساں نے
وہی تو ہیں جو نگہدارِ جسم و جاں بھی ہیں

وہی ہیں بندوں کی اصلاحِ حال کے حامی
خطائیں ہوں تو خطا کار کی اماں بھی ہیں

تمام روح کے رشتے تمام سیر و سلوک
انہیں کی ذات سے وابستہ ہیں جہاں بھی ہیں

یہی نہیں کہ زمان و مکاں ہیں زیرِ قدم
وہ نقشِ پا تو سرِ رہگزارِ جاں بھی ہیں

انتہا تک آ گئی جب ابتدا کی روشنی
چھا گئی اقصائے عالم میں حرا کی روشنی

مہر و مہ روشن ہوتے ہیں بام و در روشن ہوئے
آپؐ کے قدموں سے ہے ارض و سما کی روشنی

حق تو یہ ہے اُس اُجالے کا محمدؐ نام ہے
جس اُجالے میں نظر آئی خدا کی روشنی

آپؐ محبوبِ خدا ہیں آپؐ کو بخشا گیا
بندگی کا نور، تسلیم و رضا کی روشنی

یہ حقیقت ہے بہ فیضِ خاکِ پائے مصطفےٰ
بڑھ گئی تھی اور کچھ عرشِ عُلا کی روشنی

آپؐ کے حسنِ عمل سے ہر عمل آساں ہُوا
راہ روشن کر گئی ہے نقشِ پا کی روشنی

اہلِ حق کی رُوح میں اُنؐ کی ہدایت کی ضیا
گنبدِ آفاق میں انؐ کی صدا کی روشنی

آپؐ کے در سے غلامی کی سند ملتی نہیں
رُوح میں جب تک نہ اُترے اتقا کی روشنی

آپؐ کے حلقہ بگوشوں کی رگ و پے میں حنیفؔ
ہے امانت کی طرح صدق و صفا کی روشنی

ہادیٔ پاک و خیر البشر آپؐ ہیں
ذاتِ حق مبتدا ہے خبر آپؐ ہیں

وہ حقیقت نظر آئی ہے آپؐ میں
جس حقیقت کے پیامبر آپؐ ہیں

زندگی ہے سفر اس سفر میں مگر
راہرو کوئی ہو راہبر آپؐ ہیں

آپؐ کا رُخ ہے سُوئے حرم یا نبیؐ
میرا قبلہ اُدھر ہے جدھر آپؐ ہیں

میرے مطلوب و مقصود ہیں آپؐ ہی
میں سفر میں ہوں حدِ سفر آپؐ ہیں

آپؐ کے نور نے مجھ کو بخشا شعور
میرا وجدان میری نظر آپؐ ہیں

آپؐ کے نام پر مانگنے سے ملے
حق تو یہ ہے دُعا کا اثر آپؐ ہیں

دوستوں کے لئے دشمنوں کے لئے
پیکرِ بخشش و درگزر آپؐ ہیں

مجھ سے عاصی کا مجھ سے سیہ کار کا
کون غمخوار ہوتا مگر آپؐ ہیں

روح بن کر وسعتِ کونین میں زندہ ہیں آپؐ
صرف ماضی ہی نہیں ہیں حال و آئندہ ہیں آپؐ

ہر زمانہ آپؐ سے کرتا رہے گا کسبِ نور
ردِّ ظلمت کے لئے وہ نقشِ تابندہ ہیں آپؐ

کوئی ہادی اب نہ آئے گا نہ اترے گی کتاب
حشر تک کے واسطے فرمانِ پائندہ ہیں آپؐ

جس نے دیکھا آپؐ کو دیکھا طلوعِ صبح کو
اے ضیائے کاخ و کُو! مہرِ درخشندہ ہیں آپؐ

نُورِ سیرت آپؐ سے نورِ بصیرت آپؐ سے
روشنی بن کر دلوں کی آج بھی زندہ ہیں آپؐ

عقل اور جذبات میں حُسنِ توازن کے لئے
کارگاہِ زیست میں حق کے نمائندہ ہیں آپؐ

اپنی غفلت کا یہ عالم اور یہ شفقت آپؐ کی
جُرم ہم سے ہو رہے ہیں اور شرمندہ ہیں آپؐ

نامِ نامی بھی صدا ہو جیسے
سب زمانوں نے سُنا ہو جیسے

عینِ مِدحت ہے محمدؐ کہنا
نام ایسا کہ ثنا ہو جیسے

مغفرت اُنؐ کی شفاعت کا ہے نام
خُلد بھی اُنؐ کی عطا ہو جیسے

اُنؐ کی توصیف کی حد ہے نہ حساب
کہہ کے بھی کچھ نہ کہا ہو جیسے

کتنا پُر کیف ہے طیبہ کا سفر
راہ خُود راہ نما ہو جیسے

اس طرح یادِ مدینہ آئی
پھر مجھے یاد کیا ہو جیسے

اب وہ مجھ میں ہی مکیں ہیں گویا
دشتِ جاں کُنجِ حرا ہو جیسے

اب تو ہر سانس پہ ہوتا ہے گماں
اُن کے دامن کی ہوا ہو جیسے

اللہ اللہ یہ فیضانِ جمال
قلب زیرِ کفِ پا ہو جیسے

دل کچھ اس ڈھنگ سے دھڑکا ہے ابھی
آپؐ کا نام لیا ہو جیسے

اپنے ہر جرم پہ محسوس ہوا
آپؐ نے دیکھ لیا ہو جیسے

صلِ علیٰ کس حُسنِ ادا سے دعوت کا آغاز ہُوا
ذرہ ذرہ کون و مکاں کا آپؐ کا ہم آواز ہُوا

نُورِ یقیں کی دولت لے کر فرشِ زمیں پر آپؐ جو آئے
ایک زمیں کیا کون و مکاں پر رحمت کا در باز ہُوا

ایسے گدا بھی آپؐ کے در پر چشمِ فلک نے دیکھے ہیں
تخت سے بڑھ کر طوقِ غلامی جن کے لئے اعزاز ہُوا

کتنے جلوے تھے پسِ پردہ کتنے امر حجاب میں تھے
عرشِ عُلیٰ پر آپؐ کا جانا پردہ درِ ہر راز ہُوا

سب نے سنا ہے آپؐ نے دیکھا کیا ہے ورائے کون و مکاں
آپؐ ہیں بس اور کوئی نہیں جو محرمِ حرف راز ہوا

منزلِ جاں سے محفلِ ہُو تک ایک قدم کی راہ نہ تھی
فرش تو یوں بھی زیرِ قدم تھا عرش بھی پا انداز ہوا

بزمِ جہاں میں کوئی نہ تھا جب تب بھی خدا تھا مدح سرا
ہستی کے آغاز سے پہلے مدحت کا آغاز ہوا

بس یہی دو ہیں میرے سخن کے اُصول
حمد ذکرِ خدا نعت ذکرِ رسولؐ

اُنؐ کے حسنِ کرم کا لگاؤ حساب
جن سے سیکھے ہیں سب نے کرم کے اصول

کوئی مانے نہ مانے یہ اُس کا نصیب
رحمتِ ہر دو عالم ہیں سب کے رسولؐ

اُمتوں کے لئے حجّتِ آخری
عرش سے فرش پر اُنؐ کی شانِ نزول

کیسے مختار کیسے عبادت گزار
ناخدائے دو عالم خدا کے رسولؐ

میری کوتاہیاں گمرہی کی دلیل
وُسعتوں کا امیں اُنؐ کا حُسنِ قبول

ہم کو اپنی خبر ہے نہ اُنؐ کا خیال
وہ ہماری خطاؤں کی خاطر ملول

زہے نصیب انہیںؐ ربط حالِ زار سے ہے
مری مُراد مدینے کے تاجدار سے ہے

محیطِ جاں ہے وہی مرکزِ جہاں ہے وہی
قرارِ قلب کو جس نقطۂ قرار سے ہے

کلام حق سے ہے ظاہر حبیبِ حق ہیں وہی
جہاں بھی ذکر ہے اُنؐ کا بڑے ہی پیار سے ہے

مری نجات کا اعمال پر مدار نہیں
یہ آسرا مجھے محبوبِ کردگار سے ہے

اُنہیں سے ہوگا شفاعت کا مرحلہ آساں
وُہی تو ہیں جنہیں شفقت گناہ گار سے ہے

اگر ہے اُنؐ سے محبت تو حُکم بھی مانو
اُمید اُنؐ کو یہ اپنے اُمیدوار سے ہے

بیادِ ذاتِ گرامی بہ فیضِ قلبِ گداز
سکُون دل کو بہت چشمِ اشکبار سے ہے

مجھے شعور نہیں آپؐ کے مناقب کا
حضورؐ میری یہ مدحت مرے شمار سے ہے

اُس ذات پر صفات کی حجّت ہُوئی تمام
سیرت تمام نُور، بدن روشنی تمام

سب کو بقدرِ ظرف ملا ہے شعورِ ذات
اُمّی لقب پہ ختم ہُوئی آگہی تمام

اس منزلت پہ مسجدِ اقصیٰ بھی ہے گواہ
ختمُ الرُسل امام، نبی مقتدی تمام

بے قیدِ وقت بھیجے گا اُنؐ پر خدا درُود
یہ سلسلہ ہُوا ہے نہ ہوگا کبھی تمام

آقائے کائنات کی طاعت گزاریاں
سجدے ہمہ نیاز، بدن بندگی تمام

ہم کو یہ سوچنا ہے کہ نزدیک ہیں کہ دُور
اُنؐ کے لئے تو ایک سے ہیں اُمتی تمام

وہؐ آخری سفیر ہیں دینِ حنیف کے
اُنؐ پر ہوُا ہے سلسلۂ رہبری تمام

یا رب یہ تمنا ہے کہ نازل ہو وہ ہم پر
جو نعت ابھی قرض ہے قرطاس و قلم پر

وہ نام مرے وردِ زباں تھا کہ نظر آئے
انوارِ مدینہ بھی در و بامِ حرم پر

وہ نورِ جبیں، سارے زمانوں کا اُجالا
وہ نقشِ قدم، سایہ فگن ہست و عدم پر

طے ہوتی گئی منزلِ اسرا کی مسافت
کھلتے گئے اسرارِ سفر شاہِ اُمم پر

جو کچھ بھی مِلا بخش دیا خلقِ خدا کو
حیراں ہے سخاوت بھی اس اندازِ کرم پر

کیا شان ہے اے صلِ علیٰ ابرِ کرم کی
اُٹھتا ہے عرب سے تو برستا ہے عجم پر

توفیق ہے دشوار شریعت نہیں دشوار
قدموں کے نشاں ملتے ہیں ایک ایک قدم پر

آقاؐ مری غفلت کو کرم کی ہے ضرورت
اعمال تو ایسے نہیں تکیہ ہے کرم پر

گماں تھے ایسے کہ آثار تک یقیں کے نہ تھے
حضورؐ آپؐ نہ ہوتے تو ہم کہیں کے نہ تھے

زمین خاکِ مدینہ پہ ناز کرتی ہے
نصیب ایسے کسی اور سرزمیں کے نہ تھے

کوئی نبی نہیں میرے نبیؐ کا ہم پایہ
تمام عہد کسی عہد آفریں کے نہ تھے

کیا ہے آپؐ نے ایسے بتوں کو بھی پامال
جو نیتوں میں چھپے تھے جو آستیں کے نہ تھے

ملے ہیں آپؐ کے در سے خدا پرستوں کو
کچھ ایسے سجدے بھی جو بخت میں جبیں کے نہ تھے

خدا سے بندے کا رشتہ ہے پیروی اُنؐ کی
جو اس حصار سے نکلے وہ پھر کہیں کے نہ تھے

حنیفؔ قیصر و کسریٰ کی تمکنت ہے گواہ
غلام ایسے کسی بوریا نشیں کے نہ تھے

کوئی اُنؐ کے بعد نبی ہُوا، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں
کہ خُدا نے خُود بھی تو کہہ دیا، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

کوئی ایسی ذات ہمہ صفت کوئی ایسا نورِ ہمہ جہت
کوئی مصطفےٰ، کوئی مجتبےٰ، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

بجز اُنؐ کے رحمتِ ہر زماں، کوئی اور ہو تو بتایئے
نہیں اُنؐ سے پہلے کوئی نہ تھا نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

کسی ایسی ذات کا نام لو جو امیں بھی ہو جو اماں بھی ہو
یہ مرے یقیں کا ہے فیصلہ، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

یہ نگار خانۂ روز و شب، اُسی مبتدا کی خبر ہے سب
مگر ایسا جلوۂ حق نما، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہگاروں کا آسرا
تو رُواں رُواں یہ پکار اٹھا، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

وہ قدم اُٹھے تو بیک قدم ہمہ کائنات تھی زیرِ پا
یہ بلندیاں کوئی چھو سکا، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

آپؐ اعلانِ حق، آپؐ تلقینِ دیں
آپؐ ردِّ گماں آپؐ نورِ یقیں
سدرۃ المنتہیٰ آپؐ کی منزلت
آپؐ سا راہداں اور کوئی نہیں
آپؐ کی دسترس عالمِ قُدس تک
آپؐ کے زیرِ پا سقفِ عرشِ بریں
بامِ کوہِ صفا آپؐ کی بارگاہ
خانقاہِ حرا آپؐ کی شہ نشیں
آپؐ کے نقشِ پا از کراں تا کراں
آپؐ تاریخِ آثار و عہد آفریں
کج کلاہانِ گیتی گدا آپؐ کے
سر براہانِ دیں آپؐ کے ریزہ چیں

آپؐ کے قول پر عکسِ حُسنِ عمل
آپؐ کی گفتگو سادہ و دل نشیں

آپؐ کی نسبتیں، آپؐ کے سلسلے
اہلِ باطن کو دیتے ہیں سوزِ یقیں

اُن غلاموں کا میں ایک ادنیٰ غلام
جن غلاموں نے دیکھا ہے روئے مُبیں

اے سخیِ زماں آپؐ کا یہ گدا
اور جائے کہاں، کچھ نہیں ہے کہیں

مجھے بھی رنج ستاتے ہیں، میں بھی آؤں گا
حضورؐ سب کو بُلاتے ہیں میں بھی آؤں گا

میں دیکھتا ہُوں کہ ہر سال خوش نصیبوں کے
یہاں سے قافلے جاتے ہیں میں بھی آؤں گا

حضورؐ آپ کے خُلقِ عظیم و لطفِ عمیم
مری بھی آس بندھاتے ہیں میں بھی آؤں گا

حضورؐ آپ کی اُمت کے سارے تیرہ نصیب
وہاں سے روشنی لاتے ہیں میں بھی آؤں گا

وہاں سے لوٹنے والے حصولِ نعمت کے
عجیب حال سُناتے ہیں، میں بھی آؤں گا

نواحِ شہرِ تمنا، سوادِ روضۂ پاک
مرے بھی خواب میں آتے ہیں، میں بھی آؤں گا

مرے قصور، مری گمرہی، مرے اعمال
مجھے بھی خون رُلاتے ہیں، میں بھی آؤں گا

غلام میں بھی ہوں آقاؐ، دیارِ آقاؐ کو
غلام دیکھنے جاتے ہیں، میں بھی آؤں گا

آنکھ کو حسرتِ دیدار میں نم دیکھا ہے
میں نے اُنؐ کو تو نہیں اُنؐ کا کرم دیکھا ہے

وقت خود منزلِ اسرا کی گواہی دیگا
وقت نے عرش پہ وہ نقشِ قدم دیکھا ہے

چرخ کو قدموں پہ تعظیم سے جھکتے دیکھا
اور کمانوں کو پذیرائی میں خم دیکھا ہے

کتنے جلوے پسِ جلوہ نظر آئے ہیں مجھے
آپؐ کی یاد میں جب سوئے حرم دیکھا ہے

اُنؐ سے نسبت ہے جنہیں وہ بڑے آرام سے ہیں

میں نے آقاؐ کا غلاموں پہ کرم دیکھا ہے
آنکھ کہتی ہے کہ روضہ نہیں دیکھا جاتا
دل یہ کہتا ہے کہ دیکھیں، ابھی کم دیکھا ہے
کوئی منظر، کوئی منزل نہ جچی مجھ کو حنیفؔ
اُنؐ کے قدموں میں فقط اپنا بھرم دیکھا ہے۔

حق کے پیغامبر محمدؐ ہیں — کیسی معراج پر محمدؐ ہیں
رہبرِ فکر و پاسبانِ نظر — ہادیٔ معتبر محمدؐ ہیں
نکتہ سنجِ رموزِ امر و نہی — کاشفِ خیر و شر محمدؐ ہیں
ابتدا ہی سے مبتدا ہے خدا — اور خدا کی خبر محمدؐ ہیں
خالقِ بحر و بر ہے ذاتِ خدا — مصدرِ بحر و بر محمدؐ ہیں
خلق و خالق میں رابطہ ہے دُعا — اور دُعا کا اثر محمدؐ ہیں
ساری نبیوں کی اُمتوں کیلئے — بخششوں کی خبر محمدؐ ہیں
اللہ اللہ درگہِ حق میں — کس قدر با اثر محمدؐ ہیں
مختصر یہ کہ بس اسی جانب — ہے خدا بھی جدھر محمدؐ ہیں
ہم سراسر ہیں معصیت کردار — پیکرِ درگزر محمدؐ ہیں
مطمئن ہے مرا بھی قلبِ حنیفؔ
مجھ سے بھی باخبر محمدؐ ہیں

میں کیا بتاؤں حضورؐ کیا ہیں — حضورؐ رحمت کا سلسلہ ہیں
ازل، ابد، ما و من، زمانے — یہ سب انہیں کے نقوشِ پا ہیں
مکاں تو کیا لامکاں ہے اُنؐ کا — حضورؐ تکوین کی بنا ہیں
خدا و خلقت کے رابطے کو — میانِ قوسین دائرہ ہیں
نبیؐ آخر، رسولِ خاتم — وُہ پیشواؤں کے پیشوا ہیں
سبھی زمانوں کے انبیاء کی — دُعا وہی، وہ ہی مُدعا ہیں
تضاد سے پاک قولِ محکم — وہ ساری صدیوں کی اک صدا ہیں
جلال میں عاجزی کا پَرتو — جمال میں حق کا آئینہ ہیں
نظر، خبر، فکر کے محافظ — وہ ذہن انساں کا ارتقا ہیں

ضعیف کے ضعف کا سہارا — غریب کے درد آشنا ہیں
قلوب کی بے حسی کے درماں — دلوں کے آزار کی دوا ہیں
سفینۂ جاں و تن کے آقاؐ — خدا نہیں ہیں تو ناخدا ہیں
زبان و عرفان و علم و دانش — جو کہہ سکیں اس سے بھی سوا ہیں
شعور ہے کچھ تو عشق کو ہے — خرد کی حد سے تو ماورا ہیں

ہمیں تو بس اتنی ہی خبر ہے
خدا ہی جانے وہ اور کیا ہیں

پڑھ کر دُرود صاحبِ اُمّ الکتاب پر ۔ مانگو دُعا خدا سے درِ مستجاب پر
سب جانتے ہیں آمدِ خیرالوریٰ کے وقت ۔ سب سے بُرا تھا وقت جہانِ خراب پر
دینِ مُبیں کی آپؐ نے حجت تمام کی ۔ اک مُہر ثبت کرکے رسالت کے باب پر
حسنِ عمل سے آپؐ نے باطل کو رد کیا ۔ بنیاد دین کی ہے اسی انقلاب پر
بعد از حضورؐ کوئی حبیبِ خدا نہیں ۔ یہ مرحمت بھی ختم ہوئی آنجناب پر
قرآن دے رہا ہے گواہی حدیث کی ۔ حق کی سند ہے قولِ رسالت مآب پر
انسانیت کو آپ نے حق آشنا کیا ۔ قربان جاؤں اس کرمِ بے حساب پر

ہائے وہ اک کرم مرے رحمت مآب کا
جس کو اٹھا کے رکھا ہے یومِ حساب پر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تضمینیں

اُردو شاعری کی روایت میں کچھ اجزا تو عربی فارسی سے آئے ہیں اور کچھ کو مقامی طور پر اساتذۂ فن نے وہ رنگ و آہنگ بخشا ہے کہ اب ان کی قدر و قیمت کا یقین کرنے کے لئے ہمیں اتنی دُور نہیں جانا پڑتا کہ عربی و فارسی کی سند کے ساتھ بات آگے بڑھائی جائے ایسے اجزا میں تاریخ گوئی، تضمین نویسی اور مصرع طرح پر طبع آزمائی بھی شامل ہے دورِ حاضر میں فن کے تقاضے جو بھی نظر آتے ہوں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ پورے ادب پر کسی ایک عہد میں صرف ایک ہی رجحان غالب نہیں رہتا ہے۔ نثری نظم، آزاد غزل، ہائیکو اور ماہیا لکھنے کا شوق ظاہر کرتا ہے کہ نئے اذہان نئے نئے پیرائیوں میں اپنی بات کہنے پر مائل ہیں اور اس طرح کے تجربات کو وہ تازہ کاری میں شمار کرتے ہیں لیکن انہیں کے دوش بدوش ایسے شعراء بھی ہیں جو نعتیہ اور بہاریہ قصیدے بھی کہہ رہے ہیں۔ طویل مثنویاں بھی لکھ رہے ہیں۔ غیر منقوطہ نظم و نثر پر بھی توجہ دے رہے ہیں اور تضمینیں بھی لکھ رہے ہیں گویا ادب کی بہار رنگ رنگ کے انہی پھولوں سے عبارت ہے اس میں کسی کو کسی پر فوقیت دینے کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ واحد معیارِ ردّ و قبول یہ ہو سکتا ہے کہ لکھنے والے کی تخلیقی قوت اور فنی دسترس کو مقدم سمجھا جائے گر یہ نہیں تو بابا یہ سب کہانیاں ہیں۔

حنیف اسعدی ایک کہنہ مشق اور تازہ کار شاعر ہیں وہ اپنی روایتی تربیت اور اقدارِ ادب کے اعتبار سے تو ہماری کلاسیکی شاعری اور پابند شاعری کو پسند کرتے ہیں لیکن اس میں بھی کسی ایک انداز کو میکانکی طور پر اپنائے رہنے کے قائل نہیں ہیں۔ ان کی طبع خلاق اپنے اظہار کے نئے پیرائے (اسی کلاسیکی دائرے میں رہ کر) تلاش کرتی رہتی ہے اس کا ایک رُخ ان کی سہ مصرعی نظمیں ہیں جن کی مجموعی تعداد چھ سو سے تجاوز کر گئی ہے اور اب دو جلدوں میں

ان کی اشاعت ہونے والی ہے۔ انہوں نے نعت گوئی اور غزل میں بھی اپنے لئے انفرادیت کے کئی زاویئے پیدا کر لئے ہیں اسی طرح ان کا ایک شوق تاریخ گوئی اور تضمین نویسی بھی ہے۔

زیرِ نظر نعتیہ مجموعے "آپ" میں حنیف اسعدی نے اپنی طبع زاد نعتوں کے علاوہ ایک حصّہ تضمینوں کے لئے بھی وقف کر دیا ہے۔ اس میں جان محمد قدسی، بیدم وارثی، راغب مُرادآبادی، شاعر لکھنوی، شبنم رومانی، جاذب قریشی اور سحر انصاری اور صبیح رحمانی کی نعتوں پر حنیف اسعدی کی تضمینوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

حنیف اسعدی کی ان تضمینوں کے مُطالعے سے کئی خیالات میرے ذہن میں اُبھرے ان میں سب سے پہلا تاثر حنیف اسعدی کی وسعتِ قلبی، کشادہ نظری اور اعترافِ کمال کی بابت ہے آج کی عام محفلوں کا تجربہ تو یہ ہے کہ شعراء اپنے معاصرین کو کھل کر داد تک نہیں دیتے چہ جائیکہ ان کے کلام پر تضمین لکھیں اس کے لئے شرافتِ نفس اور آدمیت کی شرط ہے حنیف اسعدی اس معیار پر پورے اترے ہیں۔ ان میں اگر قدسی اور بیدم وارثی جیسے اساتذہ شامل ہیں۔ شاعر لکھنوی اور راغب مرادآبادی جیسے ہم سن اور ہم عصر شریک ہیں تو شبنم رومانی، سحر انصاری اور جاذب قریشی اور صبیح رحمانی جیسے معاصر بھی ہیں جو عمر میں حنیف اسعدی سے کم ہیں یہ روایت بھی کم ہی ملے گی اپنے سے بڑے یا اپنے برابر تک تو ذرا سی ہمت کے بعد کوئی بھی آسکتا ہے لیکن اپنے سے چھوٹوں کے لئے اتنی زحمت اٹھانا ہر ایک کے ظرف کی بات نہیں۔

جہاں تک فنِ تضمین کا تعلق ہے اس پر حنیف اسعدی کو غیر معمولی دسترس حاصل ہے دراصل تضمین کئی شرائط کا تقاضہ کرتی ہے ایک تو اصل کلام جس نوعیت کا ہے اس کی مناسبت سے مصرعے لگائے جائیں دوسرے اصل کلام کی تشریح بھی ہوتی چلی جائے اور جو رموز اس میں پنہاں ہیں انکی تفہیم کا زاویہ بھی نکل آئے۔ ہیئت کے اعتبار سے یہ ساری تضمینیں مخمس میں لکھی گئی ہیں اس ہیئت میں تیسرے مصرعے کی بڑی اہمیت ہوتی ہے جو ماسبق دو مصرعوں اور آنیوالے دو مصرعوں

کے مابین ایک محکم معنوی ربط پیدا کرتا ہے اس سے تضمین نگار کی فنی گرفت کا اندازہ ہوتا ہے اس لحاظ سے حنیف اسعدی کی تضمینیں ایک تخلیقی شان رکھتی ہیں ان میں شگفتگی بھی ہے حُسنِ بیان بھی اور فنی خوبیوں کا لطف بھی۔

شبنم رُومانی کے اس شعر پر تضمین دیکھیئے ؎

خیر ہیں خیر کی آخری حد بھی ہیں
باعثِ کُن بھی ہیں کُن کا مقصد بھی ہیں
خود بھی حامد ہیں ممدوحِ سرمد بھی ہیں
"آپؐ احمد بھی ہیں اور محمدؐ بھی ہیں
حمد ہے لازمی جزوِ نام آپؐ کا"

شبنم رومانی کے شعر میں کلیدی نقطہ "حمد" ہے اس کو حنیف اسعدی نے کس کس طرح اپنی تضمین میں قائم رکھا ہے اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح بیدم وارثی کے اس ایک شعر کی تضمین بھی خوب ہے۔

کوئی جلال میں شیرِ خدا کا ہمسر ہے
کوئی جمال میں ہم صورتِ پیمبر ہے
کسی کی زلف کسی کی جبیں معطر ہے
شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گُل تر ہے
کسی میں رنگِ علیؓ ہے کسی میں بُوئے رسولؐ"

ہر تضمین پر الگ الگ تبصرے کی گنجائش نہیں۔ اہلِ نظر اور صاحبانِ ذوق ان کے مطالعے سے حنیف اسعدی کے اس کمال کے بھی قائل ہو جائیں گے۔

آخر میں چند الفاظ کتاب کے بارے میں۔

کتاب کا نام "آپؐ" شاید میں نے تجویز کیا تھا۔ سامنے کا لفظ ہے۔ حضورؐ کے لئے

ہمیشہ استعمال ہوتا رہا ہے لیکن کسی مجموعے کا نام "آپ" نہ رکھا جا سکا۔ یہ سعادت حنیف اسعدی کے حصے میں آئی اور غالباً یوں آئی کہ انہوں نے نعت گوئی میں یہ التزام رکھا ہے کہ حضورؐ کے لئے "تو، ترا" کے صیغوں کو ترک کر دیں۔ وہ "آپ" ہی سے حضورؐ کو مخاطب کرتے ہیں اور ممکن ہو تو دوسرے شعراء کو بھی اس طرف متوجہ کرتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ حنیف اسعدی کی اس شعوری کوشش کا اثر معاصر شعرا نے قبول کیا ہے اور اب اس ضمن میں احتیاط نظر آنے لگی ہے اس لحاظ سے "آپ" حنیف اسعدی کے نعتیہ دیوان ہی کے لئے موزوں ترین نام ہو سکتا ہے۔ صلِّ علیٰ

آپؐ اُن کے لئے بھی رحمت ہیں
جو زمانے ابھی نہیں آئے

سحر انصاری

بر نعت جان محمدؐ قدسیؒ

اے شہ ہر دوسرا صاحبِ معراج نبیؐ
اے قرارِ دل و جاں، وجہِ سکونِ قلبی
نسبتیں ایسی کہ حیران ہے عالی نسبی
"مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی"

سب پہ ہے آخری خورشیدِ نبوت کا کرم
جس کے پرتو سے ہے تابندہ جبینِ عالم
جس کے جلووں سے چمک اُٹھی ہے تقدیرِ اُمم
"من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی"

ذاتِ اقدس کا وہ منصب ہے، کہ دیکھا نہ سُنا
نہ کوئی نام ہی ایسا ہے بجز نامِ خُدا
نہ کوئی شان میں ہمسر نہ شرف میں یکتا
"نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی"

میرے آقا مری حالت ہے بہت ہی ابتر
نہ عبادت کی خبر ہے نہ دعاؤں میں اثر
بارِ عصیاں لئے حاضر ہوں درِ اقدس پر
"چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی"

یہی کہتے ہیں زمانے کے بدلتے حالات
نہ طلب ہی کو بقا ہے نہ تمنا کو ثبات
ہے فقط اُمتِ عاصی کیلئے ایک ہی ذات
ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی"

بر کلام بیدم وارثی

انہیں فضاؤں میں گونجی ہے گفتگوئے رسولؐ
بسی ہوئی ہے یہیں کی ہوا میں بوئے رسولؐ
یہی ہے شہرِ تمنا، یہی ہے کوئے رسولؐ
"عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسولؐ
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسولؐ"

خوشا کہ مجھ کو بھی نعتِ نبیؐ کا اِذن مِلا
نصیب وجد میں ہے رقص میں ہے فکرِ رسا
گلے لگاؤں تجھے اے شعورِ مدح و ثنا
"بلائیں لوں تری اے جذبِ شوقِ صلّ علی
کہ آج دامنِ دل کھینچ رہا ہے سُوئے رسُولؐ"

نہ جانے کب سے تھے افسردہ دیدۂ پُرنم
ملی جو راہ تو آزردہ خاطری ہوئی کم
ہر ایک گام پہ کرکے جبینِ شوق کو خم
" تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفےٰؐ کی قسم
چُنے ہیں آنکھوں سے ذرّاتِ خاکِ کوئے رسولؐ "

حصارِ وقت کو کرلیں جو ایک آن میں طے
وہ جن کے سامنے جُھکتا ہے غمزۂ جم و کے
وہ جن کے ساز میں ہے نغمۂ اَلَست کی لے
" پھر ان کے نشۂ عرفاں کا پوچھنا کیا ہے
جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبوئے رسولؐ "

کوئی جلال میں شیرِ خدا کا ہمسر ہے
کوئی جمال میں ہم صورتِ پیمبر ہے
کسی کی زُلف کسی کی جبیں معطر ہے
" شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گُلِ تر ہے
کسی میں رنگِ علیؓ ہے کسی میں بوئے رسولؐ "

نظر میں دونوں کے ہے منصبِ شفیعِ اُمم
ہے اعتقاد بھی دینِ حنیف پہ باہم
تو ہم نوائی میں میں بھی یہی کہوں پیہم
" عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدمؔ
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں بروئے رسولؐ "

برنعتِ راغب مرادآبادی

وُہ مجسّم شعوُر و دانائی
وُہ بہارِ جہانِ زیبائی
اے کہ جس کا ہر اِک تمنّائی
"اے خوشا دہ رسُولِ بطحائی
جس کے دَم سے ہے عَالم آرائی"

کون ایسا ہوا ہے مرحلہ دَاں
شانِ معراج کس طرح ہو بیاں
مہر و مہ ان کی منزلوں کے نشاں
"گردِ پا ان کی بزم کا ہکشاں
رہگزر اُن کی چرخِ مینائی"

کِس کا احساں ہے، دونوں عَالم پر
کون لایا ہے مبتدا کی خبر
کون پہونچا ورائے حدِ نظر
"شبِ اسرا تھا کون گرمِ سفر
کس نے رفتارِ وقت ٹھہرائی"

کون بھُولے گا ایسے احساں کو
کس نے دی تن پہ برتری جاں کو
کم کیا کس نے بارِ عصیاں کو
"کس نے بخشا ضعیف انساں کو
زورِ حق، علم کی توانائی"

وقت کے ساتھ بڑھ رہا تھا مرض
جسم و جاں کیلئے بلا تھا مرض
یہ کسے ہے خبر کہ کیا تھا مرض
"نوعِ انساں کا لادوا تھا مرض
کون تھا جس نے کی مسیحائی"

ظلمتوں میں گھرا ہُوا انساں
ڈھونڈتا پھر رہا تھا جائے اماں
لیکن اُس وقت روشنی تھی کہاں
"ظلمتِ کفر تھی محیطِ جہاں
آپؐ آئے تو روشنی آئی"

مرحمت سب پہ ہی خدا کی ہے
لیکن اُنؐ پر تو انتہا کی ہے
سب کو اک اک صفت عطا کی ہے
"جملہ اوصافِ انبیا کی ہے
ذاتِ سرکارؐ ہی میں یکجائی"

دل میں آئے کہ لب پہ نام آئے
پئے توصیفِ ذوالکرام آئے
لفظ اب جو بھی زیرِ دام آئے
"مدحِ خیرالبشرؐ میں کام آئے
میری ہر سعیٔ خامہ فرسائی"

اُنؐ کا مدحت سرا کہو مجھ کو
اب کہو صرف نعت گو مجھ کو
میں پڑھے جاؤں سب سنو مجھ کو
"کیوں نہ قسمت پہ ناز ہو مجھ کو
شاہِ بطحا کا ہوں تولائی"

یہ دُعا تھی حنیف کی راغبؔ
آپؐ سے خوش رہیں نبیؐ راغبؔ
آپ کی بات بن گئی راغبؔ
"وہؐ کہیں اپنا اُمتی راغبؔ
اللہ اللہ عزت افزائی"

برنعت شاعر لکھنوی

اُنؐ کی نبیوں میں پہچان سب سے الگ
اُنؐ کے اُمّت پہ احسان سب سے الگ
قول، پیغام، فرمان سب سے الگ
"میرے آقاؐ کی ہے شان سب سے الگ
جیسے رُتبے میں قرآن سب سے الگ"

آپؐ کونین کے مقصد و مُدّعا
خالق و خلق کے درمیاں واسطہ
نورِ ہر دُوسرا، جلوۂ حق نُما
"شانِ خیرالبشر، خاتم الانبیا
اکؐ پیمبر اک انسان سب سے الگ"

مرکزِ کاخ و کو، محورِ روز و شب
دستِ جُود و کرمؐ ذاتِ رحمت لقب
ربّ کے بندوں پہ یہ لطفِ محبوبِ ربّ
"شفقتیں بے سبب رحمتیں بے طلب
اُنؐ کی بخشش کا عنوان سب سے الگ"

رفعت و شان میں، فہم و ادراک میں
اُنؐ کا ثانی زمیں پر نہ افلاک میں
اس قدر سادگی شاہِ لولاک میں
"عرش قدموں میں، پیوند پوشاک میں
ہیں دو عالم کے سلطان سب سے الگ"

جا بجا ذکر اُنؐ کا ہے قرآن میں
اس حوالے سے میں جانتا ہُوں اُنہیںؐ
اللہ اللہ نسبت کی یہ برکتیں
"اُنؐ کو دیکھا نہیں پھر بھی پہچان لیں
میری آنکھوں کا ایمان سب سے الگ"

جو گداؤں کے داتا ہیں بعدِ خُدا
اُنؐ کے دربارِ عالی میں دے کر صدا
دونوں عالم سے دل کو غنی کر لیا
"اُنؐ کے در کے گدا سر پہ تاجِ انا
ہم فقیروں کی پہچان سب سے الگ"

ہے حنیفؔ اُن پہ آقاؐ کا ایسا کرم
جس سے قائم ہے اُنؐ کے سخن کا بھرم
اُنؐ کا یہ قول ہے کس قدر محترم
"نعت کہتے ہیں دل کی زمینوں میں ہم
شاعر اپنا ہے میدان سب سے الگ"

بر نعتِ شبنم رُومانی

مرتبہ یہ ہے خیر الانام آپؐ کا
ہے کلامِ الٰہی کلام آپؐ کا
ذکر کرتے ہیں سب خاص و عام آپؐ کا
"وِرد کرتا ہوں میں صبح و شام آپؐ کا
واقعی اسمِ اعظم ہے نام آپؐ کا"

دینِ حق کے سپاہی غلام آپؐ کے
راہبر ہوں کہ راہی غلام آپؐ کے
سب کے سب بارگاہی غلام آپؐ کے
"کر گئے بادشاہی غلام آپؐ کے
بادشاہوں کو دیکھا غلام آپؐ کا"

خیر ہیں خیر کی آخری حد بھی ہیں
باعثِ کُن بھی ہیں کُن کا مقصد بھی ہیں
خود بھی حامد ہیں ممدوحِ سرمد بھی ہیں
" آپؐ احمد بھی ہیں اور محمد بھی ہیں
حمد ہے لازمی جزوِ نام آپؐ کا"

یوں تو تکمیلِ دینِ متیں کے لئے
اُترے احکامِ حق مرسلیں کے لئے
یہ عطا تھی فقط شاہِ دیں کے لئے
" آسماں کے صحیفے زمیں کے لئے
آسماں کو زمیں سے پیام آپؐ کا"

سر بسر خُلق تھی زندگی آپؐ کی
دشمنوں تک نے تعریف کی آپؐ کی
لطف سے کم نہ تھی برہمی آپؐ کی
" عدل سے بھی سوا منصفی آپ کی
انتہائے کرم انتقام آپؐ کا"

بیقراریٔ قلب و نظر کے لئے
دردِ دل کے لئے چشمِ تر کے لئے
عاصیوں کی دعا میں اثر کے لئے
" دفعِ شر اور دفاعِ بشر کے لئے
نام کافی ہے خیر الانام آپؐ کا"

آپؐ سردار و سرور ہیں یا سیّدی
وجہِ تخلیق ہیں آپؐ ہی یا نبیؐ
جزو و کل آپؐ کے کائنات آپؐ کی
" آپؐ ہی سے عبارت ہے کُل زندگی
زندگی کا یہ کُل ہے نظام آپؐ کا" ۱

بر کلام سحر انصاری

سردارِ کُل ہیں سیدِ ذیشان آپؐ ہیں
عاصی ہُوں میں نجات کا سامان آپؐ ہیں
ردِّ گمان و مصدرِ ایقان آپؐ ہیں
"مومن ہے دل وسیلۂ ایمان آپؐ ہیں
نازاں ہوں میں کہ اب مری پہچان آپؐ ہیں"

اس امر کا تو سارا زمانہ ہے معترف
تفسیر متن سے نہیں ہوتی ہے مختلف
بے علم، علم یافتہ، دیندار منحرف
سب پر بقدرِ حوصلہ ہوتے ہیں منکشف
"قرآن آپؐ معنیٔ قرآن آپؐ ہیں"

احسان، عدل، خلق، امانت، کرامتیں
کِس کِس طرح کی آیتیں اتری ہیں آپؐ میں
جس طرح چاہیں معدنِ رحمت کو دیکھ لیں
"دامن میں آپؐ رکھے ہیں دو عالم کی نعمتیں
ہر زاویئے سے سورۂ رحمان آپؐ ہیں"

رحمت کا فیضِ عام ولادت ہے آپؐ کی
ہادی بھی آخری ہیں ہدایت بھی آخری
بعثت تھی آپؐ کی پئے تکمیلِ زندگی
"آپؐ آگئے تو کُن کی ضرورت نہیں رہی
یعنی خدا کا آخری اعلان آپؐ ہیں"

دنیائے ہست و بود کی جو رہبری کرے
ایسے بشر کو حق ہے کہ پیغمبری کرے
قدسی ہُوں سجدہ ریز ادب کافری کرے
"انساں کی کیا مجال کہ وہ ہمسری کرے
گو آپؐ کہہ چکے ہیں کہ انسان آپؐ ہیں"

اقصائے شش جہات کو تخریب ہے مُضِر
اس ڈر سے نظمِ ہست نہ ہو جائے منتشر
"ہر شئے حصُولِ امن و تحفظ پہ ہے مُصِر
"ہر ذی نفس ہے چشمِ عنایت کا منتظِر
از مہر تا بہ ذرہ نگہبان آپؐ ہیں"

ہم ایسے حال مست کہ جس کی نہیں مثال
عقبیٰ کی فکر ہے نہ ہی اندیشۂ مآل
آقاؐ کا لطفِ عام بایں حسنِ اعتدال
"غیروں کی عاقبت کا بھی ہے آپؐ کو خیال
اُمّت کے واسطے بھی پریشان آپؐ ہیں"

پہلے ہوا اعترافِ غلامی کا ایک وِرد
کافی ہے پھر تو مجھ سے بھی عامی کا ایک وِرد
صلِّ علیٰ وہ وِردِ دوامی کا ایک وِرد
"وجہِ سکوں ہے اسمِ گرامی کا ایک وِرد
دشواریوں میں کس قدر آسان آپؐ ہیں"

جز ذاتِ پاک کس میں ہے یہ شانِ خسروی
پیشِ نظر ہو جس کے غلاموں کی بہتری
آقا حنیفؔ پر تو توجہ ہے آپؐ کی
"ہو جائے اک نگاہِ عنایت سحر پہ بھی
سرکارِ دو جہانوں کے سُلطان آپؐ ہیں"

بر کلام: سحرؔ انصاری

وہ جو بابِ سخا سے دُور نہیں   وہ جو دستِ عطا سے دُور نہیں
وہ جو بختِ رسا سے دُور نہیں   "جو درِ مصطفےٰ سے دُور نہیں
رحمتِ کبریا سے دُور نہیں"

مجھ پہ چشمِ کرم ہے آقا ﷺ کی   روشنی کی مجھے کمی نہ رہی
دل ہو روشن تو کیسی خیرہ سری   "جسم میرا رہینِ شب ہی سہی
دل چراغِ حرا سے دُور نہیں"

سرحدِ فصل پار کر دیکھو   حالِ دل آشکار کر دیکھو
راہِ جاں اختیار کر دیکھو   "دل ہی دل میں پکار کر دیکھو
وہ کسی بے نوا سے دُور نہیں"

رُو برو ہے نظر کے روئے زمیں   ہے تصوّر کی زد میں عرشِ بریں
ڈھونڈ ہی لوں گا میں کہیں نہ کہیں   "ناز کرتا ہوں میں کہ میری جبیں
آپ ﷺ کے نقشِ پا سے دُور نہیں"

کچھ تو تسکینِ دل بہم ہو جائے   بیقراری ذرا سی کم ہو جائے
خشک میری بھی چشمِ نم ہو جائے   "مجھ سے عاصی پہ بھی کرم ہو جائے
کچھ شۂ دو سرا سے دُور نہیں"

میں صلوٰۃ و درود پڑھ پڑھ کر   بھیجتا ہوں سلام آقا ﷺ پر
کھلتا رہتا ہے مجھ پہ بابِ اثر   "آپ ﷺ کا در ہے مجھ سے دُور مگر
میرے حرفِ دعا سے دور نہیں"

نعت پڑھ کر حنیفؔ ہے یہ اثر   جاگ اُٹھے ہوں جیسے قلب و نظر
مجھ پہ بھی یہ کرم بہ نوعِ دگر   "مجھ کو محسوس ہو رہا ہے سحرؔ
میں حبیبِ خدا سے دُور نہیں"

برکلامِ جاذب قریشی

قندیلیں دشت و در کی، دیئے قصر و بام کے
معبد یقیں کے مدرسے امن و سلام کے
سجدوں کے رمز طور طریقے قیام کے
"آئینے ہم نے دیکھ لئے صبح و شام کے
سب عکس بے مثال ہیں خیر الانامؐ کے"

اک عمر تک حصارِ انا میں رہا ہوں میں
اپنی لگائی آتشِ غم میں جلا ہوں میں
یہ جان کر کہ خاکِ درِ مصطفیٰؐ ہوں میں
"دہلیزِ مصطفیٰؐ کی طلب میں چلا ہوں میں
میں نے بجھا دیئے ہیں چراغ اپنے نام کے"

شہرِ نبیؐ میں آئے ہوئے نزد و دُور سے
واقف ہوئے ہیں نعمتِ کیف و سُرور سے
روشن ہیں جن کے سینے مدینے کے نُور سے
"جن کو شعورِ ذات مِلا ہے حضورؐ سے
دروازے اُن پہ کھل گئے شہرِ دوام کے"

آمد سے جن کی بجھ گئے انفاق کے دیئے
محکم ہوئے ہیں جن سے اخوّت کے رابطے
نُطق و نوا کے ختم ہوئے جن پہ سلسلے
"لہجے عداوتوں کے وہ منسوخ کر گئے
آواز کو سکھائے ہنر احترام کے"

نا منصفی کے زہر کو تریاک کر دیا
اہلِ زمیں کو ہمسرِ افلاک کر دیا
دل کو گداز روح کو نمناک کر دیا
"دشمن لہو کو امن کی پوشاک کر دیا
خنجر تمام توڑ دیئے انتقام کے"

منظرِ حقیقتوں کے مظاہر کے آئینے
صدیوں چھپے رہے جو بشر کی نگاہ سے
وہ سب بشکلِ خیرِ بشر اب ہیں سامنے
"کوئی خدا کو دیکھنا چاہے تو دیکھ لے
چہرے پہ اُن کے عکس ہیں حسنِ تمام کے"

یہ امر بھی ہے امرِ حقیقت کی طرح طے
مسلک ہے اور چیز، عقیدہ ہے اور شے
نغمہ ہو جاوداں تو بدلتی نہیں ہے لے
"اُن کی عقیدتوں کا سفر عمر بھر کا ہے
جاذب یہ راستے نہیں دو ایک گام کے"

بر کلامِ صبیح رحمانی

کیا بتائیں شبِ اسرا وہ کہاں تک پہنچے   بات آساں ہو تو اظہارِ بیاں تک پہنچے
آدمی کیا ہے فرشتہ نہ جہاں تک پہنچے   "منزلِ قربِ خدا میں وہ وہاں تک پہنچے
فاصلے گھٹ کے جہاں دو ہی کماں تک پہنچے"

آپ کے در کا گدا غیر کے در سے مانگے   بھیک ایسی کہاں ملتی ہے کسی کے در سے
دیدہ و دل ہوئے روشن وہ اُجالے پائے   "نورِ سرکارِ دو عالم کو پکارا میں نے
جب اندھیروں کے قدم وادیٔ جاں تک پہنچے"

اِس طرف جیسی بھی ہو اُن سے طلب کی درخواست   اُس طرف کم نہیں ہوتی ہے کرم کی برسات
دامنِ دل کو ملیں دونوں جہاں کی برکات   "کاسۂ جاں ہیں لیے نور کی لوٹے خیرات
جو گدا اُن کے درِ فیض رساں تک پہنچے"

دونوں عالم ہیں بہر طور یدِ قدرت میں   گو مظاہر ہیں جدا نور تو ہے وحدت میں
وہی پاکیزہ اُجالا اور اُسی صورت میں   "روشنی گنبدِ خضرا کی ملی جنت میں
شہرِ طیبہ ترے انوار کہاں تک پہنچے"

میں تہی دست ہوں اور زادِ سفر ہے درکار   حاضری کے نظر آتے نہیں مجھ کو آثار
آپؐ کے لطف و عنایات کے صدقے سرکارؐ   پا شکستہ ہے غلام اور سفر ہے دشوار

"ہو کرم آپؐ کا تو شہرِ اماں تک پہنچے"

قلب نسبت سے گریزاں ہے تعلق سے دماغ   اس طرح تو نہیں ملتا ہے تمنّا کا سراغ
ایک اک کرکے مٹاؤ شبِ تاریک کے داغ   ایک اک گام پہ روشن کرو مدحت کے چراغ

"نعت کی روشنی پھیلاؤ جہاں تک پہنچے"

میرے نزدیک حقیقت پہ ہے مبنی یہ خبر   یہی ہوتا ہے حنیفؔ اسمِ محمدؐ کا اثر
میں بھی کہتا ہوں یہی بات بہ اندازِ دگر   جب بھی آیا ہے صبیحؔ اسمِ محمدؐ لب پر

"قافلے حرف کے معراجِ بیاں تک پہنچے"

محمدؐ

ماں کا چھتر، دیا کی چھاؤں
دھرتی کیا آکاش پہ پاؤں
حمد کی جان محمدؐ ناؤں

آقاؐ

دھیرج، ٹھنڈک، سکھ، آرام
سارے نام اُنھیںؐ کے نام
اُنؐ پہ درود اور اُنؐ پہ سلام

سرکار ﷺ

میری آن، مری پہچان
میری چاہت، میرا مان
تن من واری، میں قربان

سلطانِ دو عالم ﷺ

بہتر، برتر، ارفع، عالی
ہادی، حامی، وارث، والی
خاک کا بستر، گدڑی کالی

تُم پہ لاکھوں دُرود
تُم پہ لاکھوں سلام

اے شہِ ہست و بُود
تم پہ لاکھوں درُود
شاہِ خیرُ الانام
تم پہ لاکھوں سلام

بہ رحمتِ خاص و عام
منّتِ ہر غلام
عاجزانہ پیام
ذکرِ خیرُ الاَنام
سب درُود و سلام
ذاتِ وَالا کے نام
خود خُدائے کرام
روز و شب صبح و شام
بھیجتا ہے مُدام
تم پہ لاکھوں سلام

عَالمِ ہست و بُود
بزمِ غیب و شہُود
زندگی کا وجُود
بندگی کی قیُود
تم سے سب کی نمُود
اے امیرِ جنُود
اے قیام و قعُود
اے رکوع و سجُود
تم پہ لاکھوں درُود
تم پہ لاکھوں سلام

سیّدِ نیک نام
ذو المنن ، ذو الکرم
ہر قدم اِک مقام
ہر نفس اِک پیام
مرجعِ خاص و عام
اے ذوی الاحترام
ایک ادنیٰ غلام
کر رہا ہے سلام
شاہِ خیرُ الانام
تم پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم
تاجدارِ حرم
بارگاہِ حَشَم
عارفِ کیف و کم
ذاتِ قُدسی شیم
اے سپہرِ نعم
اے سحابِ کرم
تم کو ہر اِک کا غم
تم شفیعِ اُمم
تم پہ لاکھوں سلام

آفتابِ ہُدیٰ
ماہ تابِ عطا
دُرِّ بحرِ صفا
مَعدنِ اِتّقا
سیّد الاصفیا
جلوۂ حق نُما
عکسِ نورِ خدا
صاحبِ ہل اَتیٰ
احمدِ مُجتبیٰ
تم پہ لاکھوں سلام

شرحِ اُمّ الکتاب
راستی کے نصاب
کِذب کے سدِّ باب
دفترِ اکتساب
سارے نبیوں کے خواب
آپ اپنا جواب
رحمتِ بے حساب
اے درِ مستجاب
اے رسالت مآب
تم پہ لاکھوں سلام

نورِ شمس و قمر
ظلمتوں کی سحر
راکبِ بحر و بر
فاتحِ خیر و شر
سطوتِ بام و در
راھداں، راہبر
صادق و معتبر
نطقِ شیریں اثر
ذاتِ والا گُہر
تم پہ لاکھوں سلام

سرورِ مُلکِ دیں
صدرِ بزمِ یقیں
شاہِ صحرا نشیں
سیّد العارفیں
رہبر السّالکیں
مظہرِ اوّلیں
حُجّتِ آخریں
خاتم المُرسلیں
شافعِ مذنبیں
تم پہ لاکھوں سلام

رَدِّ ہر قال و قیل
حق پہ محکم دلیل
دین کے سنگِ میل
عادلِ بے عدیل
بے کسوں کے کفیل
بے بسوں کے وکیل
قاسمِ سلسبیل
لطفِ ربِّ جلیل
اے دعائے خلیل
تم پہ لاکھوں سلام

نازشِ دو جہاں
فخرِ کون و مکاں
نکتہ ور، نکتہ داں
حق نگر، حق رساں
رحمتِ ہر زماں
دل بہ دل، جاں بہ جاں
راحتِ عاشقاں
رأفتِ عاصیاں
مونسِ بے کساں
تم پہ لاکھوں سلام

دستِ جُود و سخا
بختِ شاہ و گدا
داستانِ عطا
عذرِ نا آشنا
فخرِ فقر و غنا
خُلق کی مُنتہا
خَلق کا مدّعا
سب کے حاجت رَوا
سب کے عُقدہ کُشا
تم پہ لاکھوں سلام

چرخ کا عرض و طول
جنکے قدموں کی دھُول
جن کی شانِ نزول
نعمتوں کا حصُول
جن کے روشن اصول
جیسے جنّت کے پھُول
سب ظلوم و جہُول
جن کو دل سے قبُول
ایسے اچھے رسُولؐ
تم پہ لاکھوں سلام

واقفِ نَزد و دُور
سِرِّ غیب و حُضور
مَصدرِ ہر ظہور
شانِ رَبِّ غفور
زندگی کے شعور
اے جسور و غیور
میرے دل کے سُرور
میری آنکھوں کے نور
میرے اَچھے حضورؐ
تم پہ لاکھوں سلام

پاکستان میں نعت گوئی اس وقت انتہائی عروج پر ہے اور شاید ہی کوئی شاعر نعت کہنے کی سعادت سے محروم ہو۔ نو بنو افکار اور پیرایہ ہائے اظہار اس لطیف و مقدس موضوع کو نئے آفاق دکھا رہے ہیں۔ مقدار و معیار دونوں اعتبار سے فنِ نعت میں قابلِ قدر اضافہ ہو رہا ہے۔ مضمون آفرینیاں بھی زوروں پر ہیں، البتہ آداب شناسی کی کسی قدر کمی محسوس ہوتی ہے ایسے میں حضرت حنیف اسعدی کی نعتیہ شاعری ایک مینارِ نور کا درجہ رکھتی ہے جو بھرپور رہنمائی تیور لئے ہوئے ہے۔ "ذکرِ خیر الانام" سے "آپ" تک کا سفر شاہراہ ادب پر ایک پوری منزل کا حکم رکھتا ہے اور اس منزل کو ناعت کے جذب و شوق نے سراپا بہار بنا دیا ہے۔

حنیف اسعدی ایک باکمال شاعر ہیں اور نطق و بیان کی جمالیات سے پوری طرح بہرہ مند ہونے کے ساتھ ساتھ مضامین نعت کا ادراکِ خاص رکھتے ہیں ادب و آگہی کے امتزاج نے انہیں وہ لہجہ جمیل عطا کیا ہے جو ان کا امتیاز ہے وہ روحِ عصر اور ذوقِ جدید کے تقاضوں کو بھی پورا کرتے ہیں ان کے صوفیانہ رویہ نے حال و قال کے فاصلوں کو مٹا دیا ہے اور جذبات و احساسات کے ساتھ عمل کی آہنگی نے نعت کو وہ تاثیر عطا کی ہے، جو سخن کی جان قرار پاتی ہے یہ ہفت خواں طے کرنے میں انہوں نے گدازِ جاں سے زیادہ کام لیا ہے۔ اور ممدوحِ گرامی کی توجہات بھی یقیناً ان کے شاملِ حال رہی ہوں گی، وہ خود کہتے ہیں ؎

جب تلک وہ نگاہِ لطف آمیز — مائلِ صد کرم نہیں ہوتی
جب تلک دل سنگ نہیں اٹھتا — جب تلک آنکھ نم نہیں ہوتی
لاکھ کوشش کے باوجود حنیف — ان کی مدحت رقم نہیں ہوتی

اسی عمل سے گزر کر حنیف اسعدی کی نعت آسمانِ ادب پر ستارۂ قطبی کی حیثیت سے جلوہ گر ہے۔

حفیظ تائب

۳۰ اپریل ۱۹۹۵ء